جلد ۷ | ۱۱ وفا ۱۳۳۷ ہش - ۲۶ صفر ۱۳۷۸ھ - ۱۱ ستمبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۳۵

اخبار احمدیہ

ربوہ - ۵ ستمبر - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۹ ستمبر - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ربع صدی سے زائد عرصہ تک میدانِ تبلیغ میں شاندار خدمات بجالانیوالے نامور مجاہد اسلام

محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا وفات پاگئے

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

ربوہ یکم ستمبر - یہ خبر جماعت میں نہایت درجہ افسوس اور گہرے رنج والم کے ساتھ سنی جائے گی کہ انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ جنہیں انڈونیشیا میں ربع صدی سے زائد عرصہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ پیغام حق پہنچانے اور ہزارہا لوگوں کو حلقہ بگوش احمدیت بنانے کا شرف حاصل تھا۔ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۵۸ء بروز اتوار ۵½ بجے صبح ربوہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی جو آپ نے تا دمِ آخر نہایت محنت وجانفشانی اور جاں نثاری سے خدمتِ اسلام و خدمتِ سلسلہ میں گذاری۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت بابا حسن محمدؓ صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اور ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت بابا صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کو یہ امتیازی شرف حاصل تھا کہ آپ کی وصیت کا نمبر ا تھا۔ اور اس لحاظ سے آپ تحریک وصیت کے تحت سب سے پہلے موصی تھے۔ محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب مرحوم مدرسہ احمدیہ کے اولین فارغ التحصیل طلباء میں سے تھے۔ عربی اور دینیات کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ۱۹۱۹ء میں ایک خادمِ دین کی حیثیت سے عملی زندگی میں قدم رکھا۔ پہلے آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں عربی اور دینیات پڑھانے پر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں اگست ۱۹۲۴ء میں مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے آپکا تبادلہ نظارت دعوۃ وتبلیغ میں ہوا۔ اور پھر ایک سال بعد یعنی اگست ۱۹۲۵ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حکم سے آپ کو سلسلہ احمدیہ کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے انڈونیشیا بھیجا گیا۔

جہاں آپ نے اپنے بیوی بچوں سے جدا رہ کر قریباً ۲۶ سال تک کمال جانفشانی محنت اور اخلاص کے ساتھ پیغام حق پہنچانے کا فریضہ ادا کیا۔ اس عرصہ میں آپ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں درآنحالیکہ پہلے وہاں کوئی ایک جماعت موجود نہ تھی۔ درجنوں نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ کا یہ کارنامہ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں اس پر فخر کریں گی۔ ہر چند کہ آپ درمیان میں تین مرتبہ انڈونیشیا سے واپس بھی تشریف لائے۔ لیکن ہر بار تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد پھر واپس تشریف لے جاتے رہے۔ اور اس طرح آپ کو خدمتِ اسلام کی خاطر بہت طویل عرصہ اپنے بیوی بچوں اور عزیز واقارب سے جدا رہنا پڑا۔ آپ نے یہ جدائی بطیب خاطر برداشت کی۔ اور آخر تک کبھی خدمتِ اسلام سے منہ نہ موڑا۔

آخری مرتبہ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو انڈونیشیا تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر دس سال کے بعد اپریل ۱۹۵۰ء میں واپس تشریف لائے۔ واپس آنے کے بعد آپ نے بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مبلغین اسلام کے ایک وفد کے ہمراہ رئیس الوفد کی حیثیت سے مغربی پاکستان کا دورہ کیا۔ اور اس طرح جماعتوں کی تربیت اور ارشاد واصلاح کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں آپ کو مشرقی پاکستان میں رئیس التبلیغ مقرر کیا گیا۔ جہاں آپ اڑھائی تین سال تک خدمات بجا لاتے رہے۔ اسی دوران میں کہ آپ خدمات دینیہ بجا لانے میں مصروف تھے وہاں آپ بیمار ہو گئے۔ آپ کو ذیابیطس اور گردے میں پتھری کا عارضہ لاحق تھا۔ بیماری کی حالت میں ہی یکم دسمبر ۱۹۵۵ء کو ڈھاکہ سے لاہور تشریف لائے اور وہاں میو ہسپتال میں عرصہ دراز تک زیر علاج رہے۔ جسم پر چند ایک پھوڑے نکل آئے تھے جن میں سے بعض کا اپریشن بھی ہوا۔ لیکن زخم ذیابیطس کی وجہ سے پوری طرح مندمل نہ ہو سکے۔ ہر چند کہ بظاہر روبصحت معلوم ہوتے تھے اور حسب معمول ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ لیکن بیماری اندر ہی اندر اثر کر رہی تھی جس کی تکلیف کو آپ کو نہایت صبر اور ہمت کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ اسی حال میں آپ ۲۷ اگست بروز بدھ لاہور سے ربوہ تشریف لے آئے۔ اور یہاں ۳۱ اگست کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو انڈونیشی زبان پر بڑا عبور حاصل تھا۔ اور آپ اس زبان میں تیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ نے انڈونیشیا میں بہت کثیر تعداد میں لٹریچر شائع کیا اور پیغام حق پہنچانے میں انتھک محنت اٹھائی۔ اور اس طرح ساری زندگی خدمت اسلام میں بسر کر دی۔ اس لحاظ سے آپ کی زندگی صحیح معنوں میں منھم من قضیٰ نحبہ کی مصداق تھی۔ اسی روز ۴ بجے سہ پہر گھر سے جنازہ اٹھا کر مسجد مبارک کے بیرونی احاطہ میں لایا گیا۔ نماز عصر کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں اہل ربوہ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں آپ کو ہزاروں محزون قلوب کے درمیان مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم شمس صاحب نے قبر پر دعا کرائی۔

آپ نے ایک صاحبزادی اور دو فرزند اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑے فرزند مکرم عطاءاللہ صاحب ایم۔ اے ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ لاہور میں وکالت کرتے ہیں۔ اور چھوٹے فرزند لطف المنان صاحب پنجاب ٹرانسپورٹ میں کام کرتے ہیں۔ آپ کے سب بیٹا بیٹی بفضلہ تعالیٰ (باقی صفحہ پر)

تاریخ ہائے وفات

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

"حضرت سیدہ اُمّ ناصر احمد صاحبہ"

بہ ملکِ بقا رفتہ آہ اُمّ ناصر
زبانم ز اوصاف نیکوش قاصر
وصالش بہ ہجری و شمسی بجویم
لقد فاز فوزاً عظیماً بگویم

ہش ۱۳۳۷

"منشی برکت علی خاں صاحب"

درِ ماتمش نہاں بود ذِلتش بگفتم
کشیدہ دل آہے برکت علی خاں

تخرجہ ۵ عدد ۱۳۸۳ - ۵ = ۱۳۷۸ (اکمل)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۵۸ء

سونے کا حقیقی مصرف

مسیح موعودؑ کے زمانہ کی مالی حالت کا جو نقشہ روایات میں بیان ہوا ہے ان میں سے ایک روایت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ:-

"اُس وقت سونا زیادہ ہو جائے گا۔
اور چاندی لوگوں کا مطلوب ہو جائیگی۔"
(حجج الکرامہ)

چنانچہ ظاہر ہے کہ سونے کی جو کثرت اس وقت ہو چکی ہے۔ اور جس قدر و منزلت سے یہ ساری دنیا میں اسے دیکھا جا رہا ہے اس کی مثال ازمنہ گذشتہ میں ہرگز نہیں ملتی۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ اور وقت جو من الملکتی تجارت کے نتیجے غیر معمولی فروغ حاصل کیا۔ وہ سب سے اہم ... چنانچہ البتہ ہے اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ جس ملک کے قبضہ میں سونے چاندی کی سلیٹ زیادہ مقدار ہے وہ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں اس کی اقتصادی حالت زیادہ مضبوط سمجھی جاتی ہے۔ یہ ہر جگہ سرکاری سطح پر ملکی اقتصادیات کو مستحکم بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ مقدار میں ملکی مصنوعات برآمد کر کے سونا حاصل کیا جانا ہے۔ تاکہ اس سے ملکی ضروریات زیادہ فراوانی سے فراہم کی جا سکیں۔ چنانچہ دیگر ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی اس پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ لیکن ملکی حالات کے پیش نظر اگر ملک میں بیکار پڑا ہوا سونا جو مختلف افراد کی ملکیت میں ہے۔ بغیر افراد کو نقصان پہنچانے کے سرکاری سطح پر لاکر ملکی ضروریات کے کام آسکے تو ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی ایک عمدہ صورت ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ملک کی اقتصادی حالت کے مستحکم ہونے کے نتیجہ میں تمام ملک واسیوں کو بالعموم طور پر فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں یہ خبر دلچسپی سے پڑھی جائے گی کہ

"سرکاری حلقوں میں یہ احساس پایا جا رہا ہے کہ سونے پر کسی نہ کسی طرح کنٹرول دفیہ کیا جانا چاہیئے۔ خیال ہے کہ اس مطلب کے لئے سونے کے عوض بانڈ جاری کئے جائیں گے تاکہ ملک میں بیکار پڑا سونا ملکی مقاصد کے لئے استعمال ہو سکے۔ نیز حکومت کے ریزرو فنڈ میں اضافہ ہو سکے۔ سونے کی قیمتوں میں فوری اتار چڑھاؤ کو روکنے کے لئے سونے کی مانگ مکمل طور پر بند کرنے کے بھی اقدامات ہوں گے۔"
(پرتاپ ۲۳ ۸/۵۸)

کوئی شخص اسباب کو تسلیم کرے یا نہ حقیقت یہی ہے کہ غیر شعوری طور پر ساری دنیا اسلامی اصول کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مختلف اطراف و جوانب سے طرح طرح کی ٹھوکریں کھانے کے بعد بالآخر اُسی بات کو اپنا لیا جاتا ہے جسے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر آج سے ۱۴۰۰ سال قبل نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری قرار دیا تھا اور خدا کے آخری دین میں بطور تعلیم رکھ دیا گیا۔

اسی سلسلہ میں تمام دیگر نکتوں کو چھوڑتے ہوئے ہم سونے کو اپنے پاس رکھنے اور اس کو ملکی مفاد میں استعمال میں لانے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

اسلام جہاں انفرادی دولت کمانے کی اجازت دیتا ہے وہاں اس نے دولت کے توازن کو درست رکھنے کے لئے بھی نہایت حکیمانہ طریق مقرر فرمائے ہیں۔ اوّل تو وہ سونے چاندی کے مالوں کو بند خزانوں کی صورت میں جمع کرنے کو نہ صرف ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے بلکہ ایسا طریق اختیار کرنے والوں کو ایک خوفناک نتیجہ سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی پاک کتاب قرآن مجید میں فرمایا:-

"وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ... هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبہ ع)"

یعنی جو لوگ سونے چاندی کے مالوں کو بند خزانوں کی صورت میں جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اور انہیں خدا کے مقرر کردہ رستوں میں خرچ نہیں کرتے تو اے رسول تم ایسے لوگوں کو خدا کے دردناک عذاب کی خبر دو ... ان کے لئے ان ہی بند خزانوں کو عذاب کا آلہ بنا دیا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا اب اپنے ان خزانوں کا مزا چکھو جنہیں تم نے صرف اپنی جانوں اور اپنے عزیزوں کے لئے روک رکھا تھا۔

اس حکم میں گویا ایک زبردست انتباہ ہے۔ ان لوگوں کو جو اپنے خزانوں کو ملک و قوم کی بہتری میں خرچ نہ کرتے ہوئے اپنے ارد گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع کرنے چلے جاتے ہیں فرمایا کہ تمہارے یہی بند خزانے ایک زمانہ میں دردناک عذاب بن جائیں گے۔ چنانچہ اس وقت مزدور اور سرمایہ دار اور زراعت اور مالک وغیرہما کی باہمی خطرناک کشمکش اس دردناک عذاب کی واضح صورت ہے۔

اس واعظانہ تلقین کے علاوہ دوسرے نمبر پہ اسلام نے بعض ایسے ذرائع پر بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جن سے ملکی دولت کی منصفانہ تقسیم میں مدد ملتی ہے۔ اور غریب اور امیر میں حائل شدہ خلیج ختم ہو جاتی ہے۔ انہیں ذرائع میں سے زکوٰۃ کا قانون ہے جس کے ذریعہ امیر لوگوں کی دولت پر مختلف حالات میں ۲½ فیصدی سے ۱۰ فیصدی شرح تک کا خاص ٹیکس لگا دیا گیا ہے جس کی تمام آمدنی حکومت وقت یا نظام قومی کی نگرانی میں غریبوں اور مسکینوں اور کم آمدنی والے لوگوں کی امداد میں صرف کی جاتی ہے اس "لازمی" ذریعہ کے علاوہ طوعی نظام کے ماتحت بھی غریبوں اور محتاجوں کی مالی امداد کے متعدد رستے کھول دیئے گئے ہیں۔ جس سے سوسائٹی میں باہمی محبت و ہمدردی کے جذبات بھی زندہ رہتے ہیں۔ اور قابل امداد افراد کی بر وقت مدد بھی ہو جاتی ہے۔

یہی نظام زکوٰۃ اسلام میں قانونی حیثیت سے کسی حد تک جبر کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ اس سے بالواسطہ طور پر سرمایہ دار کو زبردست تحریک کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے سرمایہ کو زیادہ دیر ایک ہی جگہ بند رہنے نہ دے بلکہ جلد سے جلد کسی تجارتی کاروبار اور صنعتی کام پر لگائے ورنہ اس شکل میں پڑا ہوا سرمایہ ہر سال زکوٰۃ کی نذر ہوتا چلا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں ملک کی صنعت و تجارت کو فروغ حاصل ہو کر بالآخر ملک واسیوں کے لئے ہی روزگار کی وسیع صورتیں نکلتی ہیں۔

ماسوا اس کے سونے کو بند کرنے کی ایک صورت زیورات بھی ہیں جو صنف نازک کے لئے زیب و زینت کا ذریعہ قرار دیئے جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے ملک کے بیشتر گھرانوں میں محض رسم و رواج کی خاطر بیرون ... صرف زیورات کی شکل میں بند پڑا ہے۔ مگر نئی زمانہ سمجھدار طبقہ اس قسم کی زیب و زینت کو ترک کرتا چلا جا رہا ہے جیسا کہ پچھلے دنوں ہی ملکہ برطانیہ کے متعلق شائع ہوا تھا کہ اس نے اس قسم کے قیمتی زیورات کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ اور یہی چیز آج سے ۱۴۰۰ سال قبل اسلام پیش کر چکا ہے۔ اگرچہ اسلام میں عورتوں کے لئے زیور حرام نہیں مگر ان کے لئے بھی عام حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیورات کو ناپسند فرمایا ہے۔ گو بوجہ اس کے کہ وہ مقام زینت میں زیورات کا استعمال ان کے لئے پوری طرح منع نہیں مگر اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ کہ زیورات پر اس قدر خرچ کیا جائے کہ ملک کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچ جائے۔ اسلامی اصول کے مطابق مردوں کے لئے تو سونے چاندی کا استعمال ویسے ہی ممنوع ہے۔ لیکن اگر ملک کی اقتصادی حالت اس بات کا تقاضا کرے کہ افراد ملک اپنی دولت کو اس طرح بند کر کے نہ رکھ دیں تو سب سے پہلے اسلام ہی اپنے متبعین کو اسبات کی پرزور تلقین کرتا ہے کہ ملکی مفاد و بنی نوع انسان کی خدمت کو مقدم کیا جائے۔

اور ایسی صورت میں اسبات پر اصرار کرنے والا اسی طرح مجرم خیال کیا جائے گا جس طرح ملک و قوم کی بہتری میں خرچ نہ کرتے ہوئے کوئی شخص اپنی دولت کو بند کر لیتا ہے۔

بہر حال ابھی تو یہ خبر ایک تجویز ہی کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن جب یہ تجویز قانونی صورت اختیار کرے گی۔ اور اس کا افادی پہلو ایک دنیا کے سامنے آ جائے گا تو لامحالہ اس رنگ میں اسلامی اصولوں کی برتری کا اقرار کرنا پڑے گا۔ افسوس اسلام نے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے دنیا کو ان اصولوں سے روشناس کیا مگر دنیا اپنی کوتاہ فہمی کے باعث اس سے ناآشنا رہی حتی کہ زمانہ کے اتار چڑھاؤ اور طرح طرح کے مصائب و مشکلات نے اسے اسلام کی چوکھٹ پر لا گرایا۔ اگرچہ یہ تجاویز بھی تا حال اسلامی اصول کو اپنانے کی ناقص صورتیں ہی ہیں!! مگر وہ وقت دور نہیں جبکہ ساری دنیا مکمل صورت میں اسلامی اصولوں پر عملدرآمد کرنے پر مجبور ہوگی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

محترم مولوی رحمت علی صاحب کی وفات

—— (بقیہ صفحہ اوّل) ——

شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

ادارہ بدر آپ کے خاندان سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم جناب مولوی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا کرے۔ نیز آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے دین و دنیا میں ہر آن اُن کا حامی و ناصر رہے۔ اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے وقف کرنے اور آخر دم تک اپنے عہد کو کمال وفاداری اور جانفشانی کے ساتھ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ سچا توکّل رکھنے والوں کو ہمیشہ میری تائید و نصرت حاصل رہیگی

جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے نہ آسمان اسے ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ زمین اور خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۵ر اگست ۱۹۵۸ء

تشہد اور تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

وبشّر المومنین بان لهم من الله فضلاً کبیرا۔ ولا تطع الکافرین والمنافقین ودع اذاهم وتوکل علی الله وکفی بالله وکیلا۔

(احزاب ع ۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

یہ آیت جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ

مومنوں کو بشارت

دے دو کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ملے گا۔ بشارت کے معنے عربی زبان میں ایسی خبر کے ہوتے ہیں جس کے سننے سے چہرہ متغیر ہو جائے۔ اور چہرہ خوشی کی خبر سے بھی متغیر ہو جاتا ہے اور رنج کی خبر سے بھی افسردہ اور غمناک ہو جاتا ہے۔ دراصل بَشَرۃ جلد کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں۔ اور بشارت ایسی خبر کو کہتے ہیں جس سے چہرہ کا رنگ بدل جائے۔ بشارت کے دونوں معنے ہو سکتے ہیں یہ بھی کہ انہیں ایسی خوشی کی خبر دے جس سے ان کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ جائے۔ اور یہ بھی کہ انہیں ایسی خبر دے جس سے ان کے چہرے زرد پڑ جائیں یہاں چونکہ خوشی کی خبر دی گئی ہے۔ اس لئے یہاں

بشارت کا لفظ

خوشخبری کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کو یہ خوشخبری پہنچا دو کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل نازل ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بہت بڑے فضل کے نازل ہونے کی خبر سے چہرہ زرد نہیں ہوتا۔ بلکہ خوشی سے تمتما اٹھتا ہے پس اس آیت میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ مومن کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب رہتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ان حزب الله هم الغالبون (مائدہ ع ۸) یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہ یقیناً غالب رہتے ہیں۔ اور جس نے غالب رہنا ہو وہ دشمنوں سے ڈرے گا کیوں؟

۱۹۵۳ء میں جب فسادات ہوئے

تو سیفٹی ایکٹ کے ماتحت گورنر پنجاب نے مجھے نوٹس بھجوایا۔ کہ آپ کی طرف سے یا آپ کے اخباروں کی طرف سے احرار کے خلاف کوئی بات شائع نہیں ہونی چاہیئے۔ ورنہ فساد بڑھ جائے گا۔ یہ نوٹس ضلع جھنگ کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے پاس لے کر آیا۔ میں نے یہ نوٹس تو لے لیا۔ مگر میں نے ڈی۔ ایس۔ پی سے کہا۔ کہ آپ اس وقت اکیلے مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ اور کوئی

خطرہ محسوس کئے بغیر

میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اسی لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ آپ کی پشت پر ہے۔ پھر آپ کو یہ یقین ہے کہ گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے حکومت آپ کی مدد کرے گی۔ تو کیا میں جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں مجھے یقین نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ

خدا میری مدد کرے گا

بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔ اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا چنانچہ چند دنوں کے اندر اندر

مرکزی حکومت

کے حکم سے مسٹر چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے رخصت کر دیا گیا۔ اور ان کی جگہ میاں امین الدین صاحب گورنر پنجاب مقرر ہوئے۔ اور میاں ممتاز صاحب دولتانہ کی جگہ ملک فیروز خاں صاحب نون آ گئے۔

پھر انہی ایام میں جبکہ ابھی فتنہ کے آثار باقی تھے سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع جھنگ ڈی۔ ایس۔ پی کو ساتھ لے کر

میرے مکان کی تلاشی کے لئے آئے

چونکہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈی۔ ایس۔ پی سے گورنر پنجاب کے نوٹس والا واقعہ سن چکے تھے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے چند دنوں کے اندر اندر میری بات کو پورا کر دیا۔ اور مسٹر چندریگر کو پنجاب سے رخصت کر دیا گیا۔ اور پھر اس سے پہلے میری طرف سے یہ بھی شائع ہو چکا تھا کہ

میرا خدا میری مدد کے لئے

دوڑا چلا آ رہا ہے۔ اس لئے وہ اتنے متاثر تھے کہ مجھے کہنے لگے ہمیں حکم تو یہ ہے کہ عورتوں والے حصہ کی بھی تلاشی لی جائے۔ مگر مجھے کسی تلاشی کی ضرورت نہیں۔ میں گورنمنٹ کو لکھ دوں گا کہ میں نے تلاشی لے لی ہے۔ میں نے کہا۔ اگر آپ ایسا لکھیں گے تو میں

اخبار میں اعلان

کر دوں گا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے کوئی تلاشی نہیں لی۔ آپ اندر چلیں اور ایک ایک چیز کو دیکھیں۔ تاکہ آپ کے دل میں کوئی شبہ نہ رہے۔ چنانچہ وہ اندر گئے۔ اور انہوں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سے کہا کہ وہ کاغذات کو دیکھ لیں۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کو خبر دو۔ کہ ان کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے

اور کوئی شخص ان کے خلاف اپنی شرارتوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہمیں

اللہ تعالیٰ کی نصرت

اور اس کی تائید کے ایسے کئی واقعات نظر آتے ہیں۔ آپ پر ایک دفعہ ایک عیسائی پادری مارٹن کلارک نے یہ مقدمہ دائر کر دیا کہ آپؑ نے اسے قتل کرانے کے لئے ایک آدمی بھجوایا تھا۔ مارٹن کلارک کو ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنا لے پالک بنایا ہوا تھا۔ اور اس وجہ سے گورنمنٹ اس کا اسی طرح لحاظ کرتی تھی جس طرح وہ انگریزوں کا لحاظ کیا کرتی تھی۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک اور اس کے ساتھیوں نے آپ کے خلاف یہ نالش ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کی عدالت میں دائر کی اور اس نے آپ کے نام وارنٹ جاری کر دیا۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے

کہ وہ وارنٹ کسی کاپی میں پڑا رہا۔ اور گورداسپور بھجوایا ہی نہ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب ان لوگوں نے پھر ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی تو اس نے ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کو لکھا کہ اتنا عرصہ ہوا کہ فلاں شخص کے نام وارنٹ جاری کیا تھا لیکن مجھے اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ مسٹر ڈگلس اُن وقت گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اول تو میرے پاس آپ کی طرف سے کوئی وارنٹ آیا ہی نہیں۔ دوسرے چونکہ ملزم میرے علاقہ میں رہتا ہے۔ اس لئے اس کے نام وارنٹ جاری کرنے کا آپ کو کوئی اختیار نہیں۔ اس پر امرتسر کے ڈپٹی کمشنر نے مقدمہ کی تمام مسل مسٹر ڈگلس کو بھجوا دی۔

مسٹر ڈگلس

پہلے اتنے متعصب ہوا کرتے تھے کہ جب وہ گورداسپور میں آئے تو انہوں نے آتے ہی کہا کہ میں نے سنا ہے قادیان میں ایک شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے۔ اسے اب تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔ مگر جب مقدمہ کی مسل ان کے سامنے پیش ہوئی۔ تو مسل خواں نے کہا کہ وارنٹ کا نہیں بلکہ سمن کا کیس ہے۔ راولپنڈی کے ایک دوست غلام حیدر صاحب تھے جو مسٹر ڈگلس کے ہیڈ کلرک تھے۔ انہوں نے بھی اس کی تائید کی چنانچہ وارنٹ کی بجائے آپؑ کے نام سمن جاری کیا گیا اور آپؑ گورداسپور تشریف لے گئے۔ جب آپؑ عدالت میں پہنچے تو مسٹر ڈگلس پر آپؑ کی شکل دیکھتے ہی کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہی شخص جس نے یہ کہا تھا کہ ایسے آدمی کو ابھی تک گرفتار کر کے جیلخانہ میں کیوں نہیں بھیجا گیا۔ جو ہمارے یسوع مسیح کی ہتک کرتا ہے۔ اس نے نہایت اعزاز کے ساتھ آپؑ کو کرسی پیش کی اور کہا کہ آپ بیٹھے بیٹھے میری باتوں کا جواب دیں۔ اس مقدمہ میں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بھی عیسائیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے تھے۔ انہوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عدالت میں نہایت عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو انہیں آگ لگ گئی اور انہوں نے آگے بڑھ کر ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ مجھے بھی کرسی ملنی چاہیئے۔ میں گورنر کے پاس جاتا ہوں تو وہ بھی مجھے کرسی دیتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کہنے لگا کہ گھر ہو تو اگر ایک چوڑھا بھی ہم سے ملنے آئے تو اُسے کرسی دیں گے۔ مگر یہ عدالت کا کمرہ ہے یہاں تمہیں کرسی نہیں مل سکتی۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب کی اس جواب سے تسلی نہ ہوئی اور انہوں نے پھر اصرار کیا۔

ڈپٹی کمشنر کو غصہ آگیا

اور وہ کہنے لگا:۔

"ٹک ٹک مت کر پیچھے ہٹ اور جوتیوں میں کھڑا ہو جا"

مولوی محمد حسین صاحب کمرۂ عدالت سے باہر نکلے۔ تو برآمدہ میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے چاہا کہ اس پر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائیں تاکہ باہر کے لوگ یہ سمجھ لیں کہ اندر بھی انہیں کرسی ملی ہوگی مگر چپڑاسی دیکھ چکا تھا کہ اندر ڈپٹی کمشنر نے ان سے کیا سلوک کیا ہے۔ وہ دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا فوراً کرسی خالی کر دو اور یہاں سے اٹھ جاؤ۔ وہ وہاں سے اٹھے تو صحن میں آ گئے۔ وہاں ایک چادر زمین پر بچھی ہوئی تھی یہ جاتے ہی اس چادر پر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً وہ چادر ایک احمدی دوست کی تھی۔ اس نے انہیں اپنی چادر پر بیٹھے دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ میری چادر پلید نہ کر تو مولوی ہو کر

عیسائیوں کی تائید میں گواہی

دینے آیا ہے۔ چنانچہ اس چادر سے بھی انہیں اٹھنا پڑا۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا ذلیل کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد میں ایک دفعہ بٹالہ کے ریلیف ہاؤس میں ٹھہرا ہوا تھا کہ شیخ یعقوب علی صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا لے آؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے آئے۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ ایک دروازہ سے داخل ہوئے۔ اور دوسرے دروازہ سے نکل گئے۔ میں نے بعد میں شیخ یعقوب علی صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ مولوی صاحب نے ملاقات کیوں نہیں کی؟ وہ کہنے لگے میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ان سے ملتے ہوئے شرم آتی ہے۔ بڑے مرزا صاحب سے مل لیتا تو اور بات تھی مگر اب میں ان سے کیسے ملوں۔ یہ دل میں کہیں گے کہ میرے باپ کی تو ساری عمر مخالفت کرتا رہا اور اب مجھ سے ملنے آ گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر اس طرح حجت تمام کی کہ ان کا ایک بیٹا چوری کے الزام میں پکڑا گیا جسے ہم نے چھڑوایا۔ پھر وہ قادیان میں پڑھنے کے لئے بھی آیا۔ یہ غالباً

سنہ ۱۴ء یا ۱۵ء کی بات ہے

پھر ان کا دوسرا بیٹا قادیان میں پڑھنے کے لئے آیا۔ دو سال ہوئے وہ زندہ تھا اور میسور میں مقیم تھا۔ وہ شروع میں عیسائی ہو گیا تھا جس پر مولوی محمد حسین صاحب نے کہلا بھیجا کہ آپ اسے رکھیں اور تعلیم دلائیں میری سمجھ میں اب اتنی بات آ گئی ہے کہ احمدیت عیسائیت سے اچھی ہے۔ ایک دفعہ میسور کی جماعت نے مجھے لکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ایک لڑکا ہے جس نے ایک عیسائی نرس سے شادی کی ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں قادیان میں بھی پڑھتا رہا ہوں۔ میں نے لکھا کہ وہ سچ کہتا ہے۔ وہ میری خلافت کے ابتدائی ایام میں قادیان آیا تھا۔ پہلے اس کا بھائی آیا تھا جو چوری کے الزام میں پکڑا گیا تھا مگر ہماری کوشش سے رہا ہوا۔ پھر یہ خود آیا۔ یہ بھی عیسائی ہو چکا تھا جسے ہم نے عیسائیت سے بچایا۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہمیں لکھا کہ آپ نے میرے ایک بیٹے کو قید سے بچایا ہے اور دوسرے کو عیسائیت سے۔ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں۔ غرض اللہ تعالیٰ اپنے

مومن بندوں کی ہمیشہ مدد کرتا ہے

اور ان کو اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا کرتا ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ اور وہ ان کی تباہی کے بڑے بڑے منصوبے سوچتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

میں ۱۹۱۲ء میں

جب حج کے لئے گیا

تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے جن کو نادر کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا مجھے ایک کتاب تلاش کرنے کے لئے کہا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی۔ مگر مجھے وہ کتاب نہ ملی۔ آخر بعض دوستوں نے بتایا کہ مولانا عبد الستار صاحب کہستی جو شریف مکہ کے بیٹوں کے استاد ہیں۔ ممکن ہے ان سے یہ کتاب مل جائے چنانچہ میں ان کے پاس گیا۔ مولوی صاحب تھے تو وہابی مگر اپنے آپ کو حنبلی ظاہر کرتے تھے کیونکہ وہاں ان دنوں وہابیوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مولوی صاحب کو ملاقات کے درمیان میں میں تبلیغ بھی کرتا رہا۔ وہ اطمینان کے ساتھ میری باتیں سنتے رہے۔ جب میں خاموش ہوا تو وہ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے مجھے تو یہ باتیں کہہ دی ہیں۔ کسی اور کو تبلیغ نہ کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے تبلیغ کی تو ممکن ہے لوگ جوش میں آ کر آپ پر حملہ کر دیں۔ میں نے کہا آپ کس شخص کو تبلیغ کرنا سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ایک عالم کا نام لیا۔ میں نے کہا میں تو اسے ایک گھنٹہ تبلیغ کر کے آیا ہوں۔ کہنے لگے پھر وہ کیا کہتا تھا۔ میں نے کہا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ بڑے غصہ اور جوش میں کہتا تھا "آہ نہ ہوئی تلوار"۔ "آہ نہ ہوئی تلوار"۔ اس کے شاگرد جوش میں آتے تو وہ انہیں خاموش کرا دیتا اور کہتا کہ تم نہ بولو میں خود ہی جواب دوں گا۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے

یہ نصیحت آپ کو اسلئے کی ہے

کہ آپ کے خلاف ایک اشتہار چھپا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ اگر انہیں حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر یقین ہے۔ تو خانہ کعبہ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مباحثہ کر لیں۔

اُن کا اس سے منشاء یہ ہے

کہ اگر بحث ہوئی تو عربوں میں چونکہ تعلیم کم ہے وہ جوش میں آ کر آپ پر حملہ کر دیں گے اور آپ کو قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا اس اشتہار پر دستخط کس کے ہیں۔ انہوں نے کہا دو آدمیوں کے دستخط ہیں۔ ایک تو بھوپال کے کوئی مولوی محمد احمد صاحب ہیں۔ جن کے دستخط ہیں۔ میں نے کہا وہ تو میرے ماموں ہیں۔ (وہ ہمارے نانا جان مرحوم کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے۔ اور اس لحاظ سے ہمارے ماموں تھے) دوسرے دستخط بھوپال کے ایک رئیس کے ہیں جن کا نام خالد ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو ترکوں سے ملوا کر کہہ دیا ہے کہ تم کہیں جوش میں آ کر مباحثہ نہ کر بیٹھنا کیونکہ [illegible] احمدیوں کی اتنی مخالفت نہیں جتنی اہلحدیثوں کی ہے۔ میں خود اہلحدیث ہوں۔ مگر میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا اور شریف مکہ کے بیٹوں کو بھی مفت پڑھاتا ہوں تاکہ اس کے خاندان کی امداد حاصل رہے۔ پس تم خواہ مخواہ لوگوں کو اپنے خلاف کیوں اشتعال دلاتے ہو۔ اگر تم اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ پہلا جہاز جو حاجیوں کو واپس لے جا رہا ہے۔ اس میں

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

بھی واپس جا رہے ہیں۔ غرض تین آدمیوں میں سے ایک کو تو خدا تعالیٰ نے اس طرح دور کیا۔ باقی دو رہ گئے تھے۔ جب حج ختم ہوا۔ تو مکہ میں ہیضہ پھوٹ پڑا۔ جو اتنا شدید تھا کہ مردوں کو دفن کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملتا تھا۔ لوگ گلیوں میں اپنے مردے پھینک کر چلے جاتے تھے اس وباء کو دیکھ کر ہم نے بھی واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ چلنے سے پہلے نانا جان مرحوم اپنی بہن اور بھانجے سے ملنے کے لئے ان کے مکان پر گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا ایک جنازہ پڑا ہے۔ نانا جان نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہوں نے ہمارے ماموں مولوی محمد احمد صاحب کا نام لیا کہ یہ ان کا جنازہ ہے۔ اور پھر بتایا کہ منیٰ سے واپسی پر انہیں ہیضہ ہو گیا اور تھوڑی سی دیر میں ہی فوت ہو گئے۔ اس کے بعد

جب ہم جدہ پہنچے

تو جدہ کے انگریزی قونصل خانہ میں بھی گیا تاکہ ننھیال کے ایک رشتہ دار یعنی ہماری نانی اماں صاحبہ کی بہن کے ایک لڑکے جن کا نام سید نصیر تھا سپرنٹنڈنٹ تھے اور تمام جہاز ران کمپنیاں ان کے تابع تھیں۔ چونکہ جہاز کم تھے اور لوگ جلدی واپس جانا چاہتے تھے اس لئے جہاز کے ٹکٹ ملنے میں سخت دشواری تھی۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ ٹکٹوں کا جلدی انتظام کر دیں تاکہ ہم واپس جا سکیں انہوں نے مجھے دفتر میں ایک کھڑکی کے قریب بٹھا دیا۔ جو بہت اونچی تھی۔ اور جہاں ہاتھ مشکل پہنچ سکتا تھا۔ اور خود ٹکٹ لینے چلے گئے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی۔ کہ ایک دبلا پتلا سفید رنگ کا نوجوان آیا۔ اور کھڑکی کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے مجھ سے پوچھا کہ

آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں

میں نے کہا آپ کا اس سے کیا مطلب ہے انہوں نے کہا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں تو کام نہیں کرتا۔ کہنے لگے پھر یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا میرے ایک عزیز مجھے یہاں بٹھا گئے ہیں۔ وہ خود ٹکٹ خریدنے اندر گئے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارا قافلہ آٹھ عورتوں اور چودہ مردوں پر مشتمل ہے اور ہمیں ٹکٹ نہیں مل رہے۔ مرد تو پھر بھی گذارہ کر سکتے ہیں لیکن ہمیں عورتوں کا سخت فکر ہے وہ لاشوں کو دیکھ دیکھ پاگل ہو رہی ہیں۔ اگر آپ آٹھ ٹکٹ خرید دیں۔ تو ہم عورتوں کو یہاں سے روانہ کر دیں۔ میں نے کہا عورتیں اکیلی کس طرح جائیں گی۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ اگر آپ چند ٹکٹ مردوں کے لئے بھی خرید سکیں۔ تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے روپوں کی ایک تھیلی مجھے پکڑا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ عزیز میرے کمرہ میں آئے۔ تو میں نے انہیں کہا کہ ان لوگوں کی حالت سخت قابل رحم ہے۔ آپ مہربانی کریں اور ان کو بھی ٹکٹ لا دیں۔ وہ بڑے متعجب سے کہنے لگے۔ کہ میں کوئی ٹکٹوں کا ٹھیکیدار ہوں کہ ہر ایک کے لئے خریدتا پھروں۔ میں نے کہا ماموں آپ کوشش کریں

یہ ثواب کا کام ہے

اور چند ٹکٹ لا دیں تاکہ ان کی پریشانی دور ہو۔ وہ گئے۔ اور آٹھ کی بجائے غالباً ۲۲ ٹکٹ ہی لے آئے۔ میں نے انہیں ٹکٹ اور باقی روپے کھڑکی سے دے دیئے۔ انہوں نے میرا بڑا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ آپ نے ہمارے ساتھ بڑی نیکی کی ہے۔ دوسرے دن جہاز نے روانہ ہونا تھا۔ میں بعض چیزیں خریدنے کے لئے بازار چلا گیا۔ اور وہاں مجھے کچھ دیر ہو گئی۔ جب میں واپس پہنچا تو جہاز چلنے ہی والا تھا میں نے دیکھا کہ وہی نوجوان سیڑھی پر کھڑا ہے

اور میرا انتظار کر رہا ہے مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ آپ نے بڑی دیر لگا دی جلدی کریں اور سامان رکھوائیں۔ چنانچہ اس نے مزدوروں پر زور دے کر جلدی جلدی میرا سامان جہاز میں رکھوایا۔ اور پھر بڑی ممنونیت کا اظہار کیا کہ آپ نے ہمیں ٹکٹ لے دیئے ورنہ ہمارا سوار ہونا تو بالکل ناممکن تھا۔ جب ہم سوار ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے کہنے لگے میرا نام خالد ہے۔ اور میں نواب جمال الدین خان صاحب آف بھوپال کا نواسہ ہوں۔ غرض

خدا تعالےٰ کی قدرت دیکھو

کہ اس نے ایک کو ہیضہ سے مارا اور دوسرے کو احسان سے مارا۔ یہ خالد صاحب اب بھی زندہ ہیں اور بھوپال کے دوستوں کے خط آتے جاتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیشہ ہم سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ اس کے بعد سارے سفر میں وہ میرے ممنونِ احسان رہے۔ اور اصرار کرتے رہے کہ میں ان کے ساتھ کھانا کھاؤں یا چائے وغیرہ پیئوں۔ مگر میں انکار کرتا رہا۔ آخر ایک دن انہوں نے بہت ہی اصرار کیا تو میں نے چائے کی ایک پیالی پی لی۔ اس کے بعد بھی وہ بمبئی تک برابر شکرگزاری اور ممنونیت کے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ اسی جہاز میں

بمبئی کے ایک ملیچھ کا لڑکا

بھی سوار تھا جو حج کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کا ایک لطیفہ بھی مجھے یاد رہتا ہے۔ میں نے منیٰ میں دیکھا کہ ذکر الٰہی کرنے کی بجائے وہ اردو کے عشقیہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا مجھے تعجب ہوا کہ یہ حج کے لئے آیا ہے۔ مگر اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کی بجائے عشقیہ اشعار پڑھتا جا رہا ہے۔ واپسی پر جب ہم جہاز میں اکٹھے ہوئے۔ اور اسے معلوم ہوا کہ میں احمدی ہوں۔ تو وہ بار بار کہتا کہ خدایا یہ جہاز بھی غرق نہیں ہوتا جس میں ایسا شخص سوار ہے۔ میں اس کی یہ بات سن کر ہنس پڑتا کہ یہ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اگر جہاز غرق ہوا۔ تو میں بھی ساتھ ہی غرق ہو جاؤں گا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ میں نے منیٰ میں آپ کو عشقیہ اشعار پڑھتے دیکھا تھا۔ اگر آپ نے وہاں بھی ذکر الٰہی نہیں کرنا تھا۔ تو آپ

حج کے لئے کیوں گئے تھے

کہنے لگا ہم تاجر ہیں۔ اور ہماری دوکان خوب چلتی تھی۔ مگر پچھلے سال ہمارے ساتھ کی دوکان والا حج کر آیا۔ اور اس نے اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھ کر دوکان پر بورڈ لگا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بکری بڑھ گئی۔ اور ہماری کم ہو گئی۔ میرے باپ نے مجھے کہا کہ تو بھی حج کر آ تاکہ ہم بھی ایک ایسا ہی بورڈ لکھوا کر لٹکا دیں اور لوگ ہماری دوکان پر بھی کثرت سے آنا شروع کر دیں۔

غرض اللہ تعالےٰ کی نصرت اور اس کی تائید حاصل کرنے کا

یہی طریق ہے

کہ انسان اللہ تعالےٰ پر توکل رکھے اور اس سے دعائیں کرتا رہے۔ چنانچہ اسی آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ودع اذاھم وتوکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا یعنی کافروں اور منافقوں کے پیچھے مت چلو۔ اور ان کی اذیتوں کی پرواہ مت کرو۔ بلکہ خالص اللہ تعالےٰ پر توکل رکھو اور یہ کبھی نہ سمجھو کہ مخالف حالات میں ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر تم اللہ تعالےٰ پر سچا توکل رکھو گے۔ تو وہ خود تمہارے غلبہ اور کامیابی کے سامان پیدا فرما دے گا کیونکہ تمام طاقتیں خدا تعالےٰ کو ہی حاصل ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

غزوۂ ذات الرقاع

سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ کہ ایک شخص جس کا بھائی کسی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اور جس نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے بھائی کا ضرور بدلہ لوں گا۔ وہ اسلامی لشکر کے پیچھے پیچھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چل پڑا۔ اس نے بڑی کوشش کی۔ مگر اسے حملہ کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ صحابہؓ آپ کی بڑی حفاظت کرتے تھے۔ جب مدینہ صرف چند میل رہ گیا تو صحابہؓ مطمئن ہو گئے اور ایک جگہ وہ کھانا پکانے کیلئے ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حفاظت کے لئے کوئی شخص نہیں رہا۔ آپؐ ایک درخت کے نیچے آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور آپ کو نیند آ گئی۔ وہ شخص جو آپ کے تعاقب میں آ رہا تھا۔ اس نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور آپؐ کے قریب آ کر اس نے آپؐ کی تلوار اٹھائی اور پھر آپؐ کو جگا کر کہنے لگا۔ کہ بتائیں اب

آپ کو کون بچا سکتا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح لیٹے لیٹے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ فرمایا۔ اللہ۔ آپؐ کی زبان سے یہ لفظ نکلا ہی تھا کہ اس کے ہاتھ کانپ گئے اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فوراً وہ تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ اور پھر اس سے فرمایا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس نے کہا آپ ہی مہربانی کریں اور معاف فرما دیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ تم میرے منہ سے اللہ کا لفظ سن کر ہی اس کی نقل کر لیتے۔ اور کہہ دیتے

کہ اللہ ہی بچائے گا۔ مگر تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا اور تم نے پھر بھی یہی کہا کہ آپ ہی مہربانی کریں غرض اللہ تعالےٰ جب بچانے پر آتا ہے تو بغیر سامانوں کے بھی بچا لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب

کرم دین بھیں والا مقدمہ ہوا

تو چونکہ مجسٹریٹ ہندو تھا آریوں نے اسے ورغلایا کہ وہ اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سزا دینے کی کوشش کرے اور مجسٹریٹ نے بھی ان سے وعدہ کر لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کو یہ خبر ملی تو وہ سخت گھبرائے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آ کر کہا کہ حضور ایک بڑی خطرناک خبر ملی ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آریوں نے ایک میٹنگ کی ہے جس میں انہوں نے مجسٹریٹ کو بھی بلوایا اور کہا کہ تمہارے پاس مرزا صاحب کا مقدمہ ہے تم انہیں کچھ نہ کچھ سزا ضرور دے دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ساری قوم تمہارا بائیکاٹ کر دے گی۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اس مقدمہ میں کوئی نہ کوئی سزا ضرور دے دے گا۔ اس لئے ہمیں ابھی سے اس کا فکر کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت لیٹے ہوئے تھے جب انہوں نے یہ بات کہی تو آپ جوش سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا

خواجہ صاحب خدا تعالےٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے

میں خدا تعالےٰ کا شیر ہوں

وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔ آخر اس نے جرمانہ کیا جو نواب محمد علی خان صاحب نے اسی وقت ادا کر دیا اور بعد میں اپیل کرنے پر واپس ہو گیا۔ مگر اس کی سزا خدا تعالےٰ نے اسے یہ دی کہ اس کا بیٹا جو گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا راوی میں تیرتا ہوا ڈوب گیا اور وہ اس غم میں نیم پاگل ہو گیا۔ میں ایک دفعہ دہلی جا رہا تھا کہ لدھیانہ کے اسٹیشن پر وہ مجھے ملا اور بڑے الحاح سے کہنے لگا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صبر کی توفیق دے مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ایسی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ میں کہیں پاگل ہی نہ ہو جاؤں اب یا تو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جرمانہ کیا تھا اور یا آپ کے بیٹے کے پاس وہ آیا اور اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ غرض اللہ تعالےٰ جب مدد کرنے پر آتا ہے تو کوئی طاقت اس کی مدد کو روک نہیں سکتی۔ پس مومن کو ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کرنی چاہیئے اور اس سے

دعائیں کرنی چاہئیں

جو شخص اللہ تعالےٰ پر سچا توکل رکھتا ہے اُسے نہ کوئی آسمان میں ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ زمین

میں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

جب پادری مارٹن کلارک نے مقدمہ کیا

تو میں نے بھی دعا کی۔ ایک رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں باہر سے آ رہا ہوں اور اس گلی میں سے جو مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکانات کے نیچے ہے اپنے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ وہاں مجھے بہت سے سپاہی کھڑے دکھائی دیئے جنہوں نے مجھے اندر جانے سے روکا مگر پھر کسی نے کہا کہ یہ گھر کا ہی آدمی ہے اسے اندر جانے دو۔ چنانچہ میں اندر چلا گیا۔ جب میں ڈیوڑھی میں داخل ہو کر اندر جانے لگا تو وہاں ایک تہ خانہ ہوا کرتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور انہوں نے آپ کے ارد گرد اوپلوں کا ڈھیر لگا رکھا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان اوپلوں کو آگ لگا دیں۔ میں یہ نظارہ دیکھ کر سخت گھبرایا۔ مگر اسی دوران میں اچانک میری نظر اوپر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ دروازہ کے اوپر نہایت موٹے اور خوبصورت حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"جو خدا کے پیارے بندے ہوتے ہیں ان کو کون جلا سکتا ہے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو ہم نے کہا یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراہیم (انبیاء ع۵) یعنی اے آگ ابراہیم ہمارا بندہ ہے تو اس کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا موجب بن جا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسا فضل کیا کہ اس وقت بارش برسی اور آگ بجھ گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو بچا لیا۔ اور پھر یہ آگ ان کے لئے اس طرح بھی ٹھنڈک اور سلامتی کا موجب بنی کہ اس نشان کو دیکھ کر آپ پر کئی لوگ ایمان لے آئے اور مخالفوں کو بھی ہدایت نصیب ہو گئی۔

پس

مخالفتوں کی پرواہ نہ کرو

اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ توکل رکھو اور اسی سے اپنی کامیابی کے لئے دعائیں مانگتے رہو۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو اللہ تعالےٰ کا فضل تمہارے شاملِ حال رہے گا اور وہ تمہیں ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

مملکتِ اسرائیل

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

بشارت مشرق وسطےٰ میں اگر تیل کا ذخیرہ دریافت نہ ہوتا تو شاید اس کا بیرونی دنیا سے کوئی تجارتی تعلق قائم نہ ہوتا۔ اب بھی وہاں تیل کے سوا اور کوئی قابلِ ذکر تجارتی ادارہ نہیں۔ لیکن فلسطین میں یہودیوں نے بڑے سے بڑے تجارتی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ جن کی شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے مشہور وہاں کا مستنادروت نامی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ صرف سرمایہ جمع نہیں کرتا بلکہ ملک کی تعمیر۔ اصلاح و ترقی میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتا رہتا ہے۔ بنجر زمینوں کو قابلِ کاشت بنانے۔ دلدلوں کو خشک کرنے۔ تعلیمی مرکز اور صحت گاہیں کھولنے میں دل کھول کے دولت خرچ کرتا ہے۔

اخبارات یہ بات نہایت حوصلہ شکن ہے۔ کہ مشرق وسطےٰ کے اہم شہروں جیسے طہران و دمشق۔ بغداد اور ریاض اور مکہ میں اخبارات کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ نہ وہاں "خبر رسان ایجنسیاں" ہیں۔ اسلئے وہاں کے دیہاتوں کے علاوہ شہر کی اکثریت بھی تازہ خبروں سے بے خبر ہوتی ہے۔ لیکن یہودیوں کی "نوزائیدہ" حکومت نے سارے ملک میں اخبارات و رسائل کا جال بچھا دیا ہے۔ وہاں کے لوگ دنیا کے حالات سے اسی طرح واقف ہوتے ہیں۔ جیسے مغربی ممالک کے باشندے۔

دنیا کی ہمدردی غرض یہودیوں نے فلسطین میں قدم رکھتے ہی ملک کو "ہمہ جہتی" ترقی سے ہمکنار کر دیا۔ زراعت باغبانی۔ گھریلو دستکاری۔ بھاری صنعت۔ تعلیم۔ اسپورٹس اور تجارت کو اس قدر فروغ دیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے فلسطین کا شمار ترقی یافتہ ملکوں میں ہونے لگا۔ یہ برکت تھی علم۔ قوم پرستی اور اولوالعزمی کی۔ چٹانیں توڑنا۔ نہریں کھودنا۔ دلدل خشک کرنا۔ ریگستان و بنجر زمین میں کھاد ڈالنا۔ طرح طرح کے پھلوں کے باغات لگانا۔ یہی یہودیوں کے وہ کارنامے ہیں جن کے باعث دنیا کی ہمدردی یہودیوں کا ساتھ دینے لگی ہے۔ یہودیوں کا وہ قافلہ جو ۱۹۱۷ء میں وہاں خیمہ زن ہوا تھا۔ وہ عربوں سے اتنا تیز گام و سبک رفتار نکلا کہ آج مشرق وسطےٰ کا "متحدہ محاذ" بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ توپ و تفنگ کی جنگ کا ذکر تو جانے دیجئے۔ زراعت تجارت اور صنعت۔ غرض زندگی کے ہر شعبے میں وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

مشرق وسطےٰ یہودیوں کی اس چھوٹی سی حکومت پر نظر ڈالئے۔ پھر تو کہنے کی حاجت نہیں کہ تیل کے بعد پورے "مشرق وسطےٰ" کے ذریعہ معاش کا انحصار زیادہ تر زراعت۔ مویشی۔ باغبانی اور زائرین کی خیرات پر ہے۔ مگر ان میں سے کسی شعبے میں عربوں نے قابلِ ذکر ترقی نہیں کی۔ وہاں کے کسانوں میں آشوب چشم۔ ملیریا اور گھونگے کی جو بیماری آرہی ہے وہ آج بھی موجود ہے۔ ان کے لئے نہ صحت گاہوں کا کوئی معقول انتظام ہے نہ انہیں صحت بخش غذا و پانی میسر ہے

عہد بنو امیہ عباسیہ یہودیوں کی طرح ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں میں بھی زندگی کو خوشگوار بنانے اور فطرت سے محبت کرنے کا جذبہ موجزن تھا۔ انہوں نے فلسطین کیا مشرق وسطےٰ کے بہت سے حصے کو زراعت۔ تجارت و صنعت کے اعتبار سے قابلِ رشک بنا دیا تھا۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے دور حکومت میں مشرق وسطےٰ کی فارغ البالی اور سائنسی ترقی ضرب المثل تھی۔ خصوصاً شام و عراق تو زندگی کے تمام شعبوں میں بطور مثالی ملک بن گئے تھے۔ وہ زمانہ تو ابھی تک ہندوستان کو بھی یاد ہے۔ جب مسلمانوں کے بڑے بڑے جہاز اموالِ تجارت لے کر ساحل ہند پر لنگر انداز ہوا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے تجارت ہی کی بدولت ہندوستان کے بہت سے ساحلی مقامات پر اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔ مسلمانوں کا گھر دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا کہ یہاں "ہن" برس رہا ہے۔

علم ہیئت علم ہیئت سے دلچسپی تو دورِ ترقی" کا تقاضا سمجھا جاتا ہے مامون کے "دورِ خلافت" میں یہ شوق اپنی انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ اس وقت بغداد اور دوسرے شہروں میں ۱۲۷ رصدگاہیں تھیں۔

بیداری کی لہر مشرق وسطےٰ میں آج بیداری کی ایک لہر اُٹھ رہی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کی صحیح رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔ یہودیوں نے فلسطین میں صرف ساڑھے پانچ ہزار مربع میل پر قبضہ کر کے اپنی علمی و عملی صلاحیت کا نمونہ دکھایا کہ آج وہ مشرق وسطےٰ کا ایک مثالی علاقہ بن گیا ہے۔ "مشرق وسطےٰ" کے اور جو ممالک ہیں ان کے پاس اس سے بہت زیادہ رقبہ زمین ہے۔ عراق کا رقبہ ایک لاکھ ۱۶ ہزار ۲ سو مربع میل ہے۔ اور مصر کا رقبہ ۳ لاکھ ۸۶ ہزار مربع میل ہے۔ ان ملکوں کی قابلِ کاشت زمین بھی فلسطین سے بہت زیادہ ہے۔

مغربی ذیبہ کاشت زمین کا رقبہ ۵۵ لاکھ ایکڑ ہے اور عراق کا ۴۸ لاکھ ایکڑ۔ مگر یہ ممالک ابھی تک یہی تذکرہ کر رہے ہیں۔ کہ جب تک "متحدہ عرب جمہوریہ" کا قیام عمل میں نہیں آتے گا یہ پورے طور پر اپنے ترقیاتی منصوبوں پر عمل نہیں کر سکتے۔ خیر ان ممالک کو جانے دیجئے جہاں شاہی حکومت تھی جیسے مصر و عراق مگر شام جہاں عرصہ سے جمہوریت قائم ہے اور فلسطین کا پڑوسی بھی ہے۔ وہ آج کیوں پسماندہ ہے؟

اصولِ حکومت یہودیوں کے اس علم تہذیب اور ثقافت کا نتیجہ ہے کہ ان کے خیالات میں وسعت۔ ذہن میں کشادگی اور طبیعت میں رواداری آگئی ہے۔ انہوں نے اپنی حکومت کی بنیاد "جمہوریت وسکولرازم" پر رکھی ہے۔ چنانچہ "مملکت اسرائیل" میں یہودیت و نصرانیت کے علاوہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر بھی کوئی پابندی نہیں۔ وہاں دوسری جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ بھی جماعتی و منظم طور پر مصروفِ کار ہے۔ وہاں کی انجمن احمدیہ کی طرف سے ایک عربی ماہنامہ "البشریٰ" بھی شائع ہوتا ہے جس میں منجملہ اور باتوں کے "ادیانِ عالم" پر اسلام کی برتری بھی دکھائی جاتی ہے۔

یہودیوں کی امیدِ موہوم دنیا میں فلسطین ہی ایک ایسا ملک ہے جو یہودیوں کا "قومی وطن" ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو "رشکِ ارم" بنانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ وہ مذہبی نقطۂ نظر سے بھی اس سرزمین کو "ارضِ موعود" سمجھتے ہیں۔ اکبر اس سے ان کی مذہبی توقعات وابستہ ہیں۔ لیکن سچ پوچھئے تو یہ خدا کی "قدرتِ ثانیہ" کے ظہور کی ایک نشاندہی ہے۔ بائبل اور قرآن کریم دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں "مسئلہ فلسطین" اقوامِ عالم کے لئے "دردِ سر" بننے والا ہے۔ اور "عرب لیگ" کے لئے دردِ جگر۔

مملکتِ اسرائیل اور خدائی نوشتے فلسطین کے اندرونی حالات سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ وہ لوگ نہایت امن و فراغت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے باعزت روزی کا بندوبست کر لیا ہے۔ لیکن بائبل اور قرآن پاک دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہی وقت فلسطین اور مشرق وسطےٰ پر ایک ایسی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ جو دنیا میں ہلاکت تباہی و بربادی کا ایک نیا ریکارڈ قائم کرے گی۔

بائبل کتاب حزقیل باب ۳۸ کا بیان تو یہ ہے کہ جب اُمتِ اسرائیل فلسطین میں امن سے سکونت پذیر ہوگی۔ اور مشرق وسطےٰ کے باقی ممالک پرانے طریق بودوباش پر ہوں گے۔ ان کے پاس اڑنگے ہونگے نہ فصیلیں۔ مدافعت کا کوئی سامان ہوگا نہ حفاظت خود اختیاری کا۔ اس وقت ان پر "یاجوج" کا لشکر حملہ آور ہوگا۔

اور قرآن پاک کا بیان ہے کہ یہ فلسطین جو آج یہودیوں کے وجود سے پاک ہے۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ وہ دنیا کی بڑی طاقتوں کا سہارا لے کر اس سرزمین میں داخل ہوں گے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مملکت اسرائیل جس کی آج برطانیہ و امریکہ سرپرستی کر رہے ہیں اس کے قیام میں سب سے نمایاں حصہ روس نے لیا ہے اور سب سے پہلے اسی نے اس مملکت کو تسلیم کیا ہے

قرآن پاک اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

" وحرام علی قریۃ
اھلکنٰھا انھم لا
یرجعون ۰ حتّٰی اذا
فتحت یاجوج وماجوج
وھم من کل حدب
ینسلون ۰

یعنی فلسطین کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اب اس میں یہودی اس وقت تک لوٹ کر نہیں آئینگے جب تک یاجوج و ماجوج نہ کھل جائیں اور پھر وہ ترقی کی تمام بلندیوں پر نہ چڑھ جائیں۔

دوسری جگہ خدا نے فرمایا ہے کہ

فاذا جاء وعد الاٰخرۃ
جئنا بکم لفیفا ۰

یعنی جب دوسرے وعدے کا وقت آئے گا تو ہم تم لوگوں کو سمیٹ سمیٹ کر فلسطین لے آئیں گے۔ اس جگہ دوسرے وعدے سے مراد مسلمانوں کا "دورِ ذلت" ہے۔

اس طرح خدا نے یہودیوں کے دوبارہ اپنے وطن میں آباد ہونے کے متعلق یہ فرمایا کہ وہ یا مسلمان ہو کر کسی ملک کے مالک ہو جائیں گے یا وہ کسی بڑی طاقت کی رسّی تھام کر دوبارہ فلسطین میں آباد ہو جائینگے۔

ضربت علیھم الذلۃ
اینما ثقفوا الا بحبل من
اللّٰہ وحبل من الناس

(باقی صفحہ ۷ کالم ۳)

مبارک مرحوم اور پیشگوئی مصلح موعود

اور

اس کے مصداق کی فضول انتظار

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۳)

دوسری بات جو قابلِ وضاحت ہے یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کا نام مبارک بتایا گیا تھا۔ چنانچہ مبارک کی پیدائش کے بعد آپ نے اس کے متعلق یہ تحریر فرمایا تھا کہ

(۱) اس کی پیدائش ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں مندرج مبارک کے نام کے مطابق ہوئی ہے۔

(۲) اس طرح ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں مندرج لفظ دوشنبہ کے مطابق اس کا عقیقہ ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔

(۳) آپ نے اسے اس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں مصلح موعود کی مندرجہ صفت کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ گویا محمود احمد بشیر احمد و شریف احمد اپنے تینوں لڑکوں کی موجودگی میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی مصلح موعود کی پیشگوئی کو صرف آپ نے چوتھے لڑکے مبارک پر چسپاں کیا تھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ نے اس کو مصلح موعود قرار دیا تھا مگر وہ جلد وفات پاگیا حالانکہ مصلح موعود کے لئے عمر پانے کی پیشگوئی تھی۔ پس اسکی وفات کی وجہ سے یہ پیشگوئی غلط ہوگئی۔ یہی بات اپنی بعض مصلحتوں کی بنا پر لاہوری حزب مخالف نے پیش کرکے محمود کے مصلح موعود ہونے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نے عمر پانے والے مصلح موعود کی پیشگوئی کو اپنے بیٹوں محمود۔ بشیر و شریف میں سے کسی کو بھی انکشاف تام والہام کے ذریعہ سے اس کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ اس لئے ان میں سے کوئی بھی مصلح موعود قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور چونکہ آپ کے گھر میں اس کے بعد کوئی اور صلبی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا تھا جسے آپ اس کا مصداق ٹھہراتے نیز آپ کی آئندہ نسلوں میں سے پیدا ہونے والا کوئی لڑکا بھی دراصل آپ ہی کی ذریت ہونے کی وجہ سے آپ ہی کا لڑکا ہوتا ہے اس لئے وہ اس کا مصداق بن کر اسے پورا کر دے گا۔ گویا انکے نزدیک یہ پیشگوئی ہے تو صحیح مگر یہ کسی دوسری صدی یا کسی اور وقت پر ملتوی ہوگئی ہے۔

(۱) ان میں سے امر اول کا جواب یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں صرف مبارک ہی کے متعلق پیشگوئی نہ تھی۔ کہ اتنا کہہ دینے سے کہ مبارک کی پیدائش ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے لفظ مبارک کے ماتحت ہوئی ہے یہ سمجھ لیا جائے کہ آپ نے مبارک ہی کو مصلح موعود قرار دے دیا تھا بلکہ اس میں بشیر اول کے علاوہ دیگر چاروں بیٹوں محمود احمد۔ بشیر احمد شریف احمد اور مبارک احمد کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اور آپ نے ان سب کی پیدائش ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے مطابق قرار دی۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ نے تریاق القلوب میں ان چاروں کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا ہے نہ کہ صرف مبارک چوتھے لڑکے کو چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ

چنانچہ (الف) "اول تو خدا تعالے نے چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی"

(تریاق القلوب ص۴۱)

(ب) "عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔" (تریاق القلوب ص۴۲)

(ج) "یہ انسان کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ یہ منصوبہ سوچے کہ اول تو مشترک طور پر چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرتا جائے اور اس کے مطابق لڑکے پیدا ہوتے جائیں یہاں تک کہ چار کا عدد بھی پہلی پیشگوئیوں [illegible] وہ پورا ہو جائے۔"

(تریاق القلوب ص۴۲)

(د) "خدا تعالے نے چار لڑکوں کا بذریعہ الہام فروری ۱۸۸۶ء میں وعدہ دیا جبکہ ان میں سے ایک بھی موجود نہ تھا۔"

(تریاق القلوب ص۴۳)

ان چاروں تحریروں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ آپنے صرف مبارک ہی کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق قرار نہیں دیا بلکہ چاروں ہی کو قرار دیا ہے۔ پس مبارک اس کا مصداق قرار دینے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپنے مبارک کو مصلح موعود قرار دے دیا تھا بلکہ ہر ایک کو اس سے تعلق رکھنے والے حصہ کا مصداق بتایا تھا۔ چنانچہ جہاں چوتھے لڑکے کو لفظ مبارک کا اور اس کے عقیقہ کو لفظ دوشنبہ کا مصداق قرار دیا تھا وہاں قطعاً یہ نہیں لکھا تھا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود والے حصہ کا بھی مصداق ہے یا کہ وہ مصلح موعود ہے نہ ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مصلح موعود مبارک ہے یا مبارک مصلح موعود ہے بلکہ برخلاف اس کے الہام نے پیشگوئی میں فضل کو مصلح موعود قرار دیا ہوا تھا جس کا ذکر مبارک کے لفظ سے پہلے موجود ہے۔ جس کی تائید سبز اشتہار کے مذکورہ اقتباس کے ناموں سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ مصلح موعود کے ان ناموں میں مبارک کا کوئی ذکر نہیں۔ پس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود والی پیشگوئی مبارک کے لئے نہ تھی بلکہ فضل نامی لڑکے کیلئے تھی۔ پس یہ سمجھنا کہ آپ نے مبارک کو مصلح موعود قرار دیا تھا درست نہیں کہ اس کی وفات کے سبب سے پیشگوئی کو غلط یا ملتوی قرار دیا جائے جب آپ نے باقی تینوں کو بھی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق دیا ہے تو ان میں سے کیوں کسی کو اس کا مصداق نہ سمجھا جائے۔

اگر کہا جائے کہ اس میں صرف مبارک کا نام آیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اس میں مبارک کے لفظ سے قبل فضل کا نام موجود ہے۔ اور فضل ہی سبز اشتہار میں مصلح موعود اور محمود قرار دیا گیا ہے۔ جس کے متعلق حوالہ اوپر گذر چکا ہے تو گو محمود کا لفظ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں موجود نہیں مگر اس کا پہلا نام فضل تو اس میں موجود ہے جسے سبز اشتہار والی وضاحت میں مصلح لیا گیا تھا پس جب آپ نے یہ لکھا کہ محمود کی ولادت میعاد کے اندر اور سبز اشتہار کے مطابق ہوئی ہے۔ تو اس کے یہی معنی ہیں کہ اس کی پیدائش ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے نہ کہ مبارک کی جو اس نو سالہ میعاد کے بعد پیدا ہوا تھا۔ پس آپ نے کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا کہ مصلح موعود مبارک ہے یا مبارک نامی لڑکا مصلح موعود ہے نہ اسکی پیدائش سے قبل اور نہ اس کی پیدائش کے بعد نہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں اور نہ کسی اور جگہ اور نہ ہی آپ ایسا لکھ سکتے تھے۔

(۱) مصلح موعود کی پیدائش کی میعاد الہام نے نو سال [illegible] کبھی بھی منسوخ نہیں کیا گیا بلکہ بشیر [illegible] کے بعد بھی بار بار اس کا اعادہ ہوتا رہا۔ کہ مصلح موعود ضرور اس نو سالہ میعاد کے اندر پیدا ہوگا خواہ جلد ہو یا بدیر۔ اور پھر اسی میعاد کا ذکر محمود کی پیشگوئی کے ساتھ کرکے آپ یہ لکھتے رہے ہیں کہ محمود میعاد ... میعاد میں پیدا ہوگا۔ لیکن مبارک تو مصلح موعود کی اس معین نو سالہ الہامی میعاد کے بعد پیدا ہوا تھا۔

(۲) مصلح موعود کے لئے یہ پیشگوئی تھی کہ وہ عمر پانے والا ہوگا مگر مبارک کے متعلق تو آپ کو اس کے بارہ میں ہونے والے بعض الہامات کی وجہ سے اس کی پیدائش ہی کے وقت سے یہ یقین نہ تھا کہ وہ فرزند عمر پائے گا چنانچہ آپ نے اس کے متعلق لکھا تھا کہ

"جب یہ مبارک پیدا ہونے کو تھا یہ الہام ہوا انی اسقط من اللہ واصیبہ' میں نے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ لڑکا نیک اور رُو بخدا ہوگا یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا" (تریاق القلوب ص۴۵ سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳) مصلح موعود کے متعلق [illegible] بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونے کی پیشگوئی تھی مگر مبارک اس کے بعد بلا توقف پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ محمود بلا توقف ہوا تھا۔

پس اس امر کا امکان ہی نہ تھا کہ آپ یہ لکھتے کہ مبارک احمد مصلح موعود ہے [illegible] مصلح موعود مبارک احمد ہے اور نہ آپ نے کبھی اسکے متعلق ایسا لکھا۔

(دوم) امر دوم کے متعلق گذارش ہے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی میں ضمناً اس کے عقیقہ کے دن کا ذکر دوشنبہ کے لفظ میں تھا پس آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے حوالہ سے اس کے چوتھا ہونے کے علاوہ اس کے نام مبارک اور عقیقہ کے دن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس کا عقیقہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق ہوا نہ یہ کہ مصلح موعود والے حصہ کے مطابق اسے قرار دیا۔

سوم۔ اسی قسم کا مغالطہ ان لوگوں کو تیسرے امر کے متعلق بھی ہوا ہے۔ کہ مصلح موعود کی اس صفت کو کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ آپ نے چوتھے لڑکے مبارک احمد پر چسپاں کیا ہے۔ اسلئے اسی کو آپنے مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ اس قسم کا الہام آپ کو کئی دفعہ ہوا تھا۔ ان میں ایک وہ الہام ہے جس کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ہے۔ اور وہ فضل ثانی مصلح موعود کے لئے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اور دوسرا الہام وہ ہے جس کا ذکر آپ نے انجام آتھم ص۱۸۲ و ص۱۸۳ اور ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵ پر کیا ہے۔ اور وہ مبارک احمد کے لئے ہے۔ اور وہ یہ ہے

"بشرنی ربی برابع برحمۃ وقال انہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ"

کہ میرے رب نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔"

اب توجہ سے سمجھنے کے قابل یہ بات ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے مذکورہ الہام میں کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" "وہ" کی ضمیر سے قبل مبارک یا چوتھے کا ذکر ہی نہیں کہ اسے اس کی طرف پھیرا جائے اور یہ کہا جائے کہ بشیر اول کے بعد پیدا ہونے والے لڑکوں میں سے مبارک چوتھے لڑکے کو تین کو چار کرنے والا قرار دے کر مصلح موعود قرار دیا گیا تھا۔ بلکہ یہ ضمیر یا تو فضل کی طرف پھرتی ہے جو مصلح موعود ہے اور جس کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اس ضمیر سے قبل موجود ہے۔ اس صورت میں مدعا یہ ہے کہ وہ یعنی فضل جو مصلح موعود ہے۔ چوتھا اور تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ نہ کہ مبارک۔ اور یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ یہ ضمیر جیسا کہ حضرت اقدس نے خود لکھا ہے خدا کی طرف پھرتی ہے۔ اس صورت میں مدعا یہ ہے کہ "خدا تین کو چار کرے گا"۔ چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ میں آپ نے اس ضمیر کو خدا کی طرف پھیرا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا کہ خدا تین کو چار کرے گا ...... اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

ایک بات یہ بھی توجہ سے سمجھنے کے قابل ہے کہ جیسا کہ مذکورہ حوالہ سے ظاہر ہے کہ الہامی فقرہ میں چار کے لفظ میں چوتھے کا ذکر بھی ضمناً آجاتا ہے۔ اور یہ امر کسی پر پوشیدہ نہیں کہ چوتھا بھی بوجہ چوتھا ہونے کے تین میں شامل ہو کر ان کو چار کر دیتا ہے۔ لہٰذا جہاں اس فقرہ میں یہ ذکر ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا اور اسی طرح مصلح موعود بھی تین کو چار کرے گا۔ وہاں یہ بھی مفہوم خفی طور پر موجود ہے کہ ایک چوتھا لڑکا اور ہوگا۔ اور وہ بھی بوجہ چوتھا ہونے کے تین کو چار کرے گا گویا ایک ہی فقرہ اپنے اندر علاوہ اور امور کے اسی قسم کی ایک اور پیشگوئی مخفی رکھتا ہے جو اس کے اندر مدغم ہے۔ جس کی وجہ سے پیشگوئی در پیشگوئی چل رہی ہے۔ اور یہ اسی طرح جس طرح مذکورہ لفظ میں ایک حال دوسری حال کے اندر ... کی وجہ سے مخفی ہوتی ہے ... جہاں اس میں فضل مصلح موعود کو تین کو چار کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ وہاں چار کے لفظ میں چوتھے کا بھی ذکر موجود ہے۔ اور ... چوتھا ہونے کی وجہ سے تین کو چار کرے گا۔

دیگر یہ کہ جس طرح باقی تین لڑکوں کے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بعد الگ الگ ہر ایک کے متعلق مزید وضاحتیں الہام کے ذریعہ سے کی گئی تھیں۔ اور ان میں سے فضل کے متعلق سبز اشتہار میں بتایا گیا تھا کہ وہی مصلح موعود اور وہی بشیر ثانی اور وہی محمود اور فضل عمر ہے۔ اسی طرح بشیر احمد کے متعلق بھی الگ طور پر مزید وضاحتیں آئینہ کمالات اسلام میں اور شریف احمد کے متعلق ازالۃ الاسلام میں مزید خبریں دی گئی تھیں۔ اسی طرح چوتھے لڑکے کے متعلق بھی اس خفی و ضمنی پیشگوئی کے سرے سے الہام نے مزید الگ وضاحت کر دی تھی۔ جو انجام آتھم صفحہ ۱۸۲ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ میں بیان کی گئی تھی جسے میں اوپر نقل کر آیا ہوں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ

بشرنی ربی برابع برحمۃ و قال انہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ

پس جیسا ... اول اکٹھی مشترک پیشگوئی کی گئی تھی اور پھر ہر ایک کی الگ الگ وضاحت الگ کتب میں بھی کی گئی تھی۔

اس بات کا ثبوت کہ انجام آتھم والی یہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق نہیں بلکہ ایک اور چوتھے کے متعلق ہے یہ ہے کہ اس عربی الہام میں انہٗ کی ضمیر سے قبل فضل یا مصلح موعود کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ اس لئے یہ ضمیر یا تو رب کی طرف پھر سکتی ہے۔ اور مفہوم یہ ہوتا ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ یا پھر رابع کے لفظ کی طرف پھر سکتی ہے۔ اس صورت میں اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ چوتھا لیسر تین کو چار کرنے والا ہوگا مگر انجام آتھم والے اس حوالہ میں کسی صورت میں یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ فضل مصلح موعود تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ کیونکہ اس کا ذکر اس سے قبل اس میں موجود نہیں

لہٰذا یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اردو فقرہ میں تو فضل یا دوسرے لفظوں میں مصلح موعود کے تین کو چار کرنے کا ذکر ہے۔ مگر انجام آتھم میں بشیر اول کے بعد پیدا ہونے والوں میں سے چوتھے یا دوسرے لفظوں میں مبارک کے تین کو چار کرنے کا ذکر ہے۔ گویا انجام آتھم میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے فقرہ کے اندر جو ایک اور چوتھے و تین کو چار کرنے کا ذکر مخفی تھا اسے ظاہر کیا گیا ہے جس کی تشریح ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ والی عبارت کر رہی ہے جس میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے فقرہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ دونوں جگہ چوتھے و تین کو چار کرنے کا مصداق ایک ہی لڑکے کو قرار دیا گیا تھا

پس مبارک کو چوتھا و تین کو چار کرنے والا قرار دینے سے نہ تو یہ مدعا ہے کہ انجام آتھم میں بیان شدہ یہی صفت مصلح موعود کے لئے ہے اور نہ ہی یہ مدعا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے فقرہ میں مبارک چوتھے کو مصلح موعود قرار دیا گیا ہے۔ مبارک نام کا ذکر تو اس اردو فقرہ کے بعد ہوا ہے نہ کہ اس سے قبل۔ کہ یہ سمجھا جاوے کہ الہام نے اسے ہی مصلح موعود قرار دیا تھا اور یہ کہ آپ نے بھی اس کو اس کا مصداق ٹھہرا دیا تھا کہ اس کی وفات کی وجہ سے پیشگوئی کو غلط قرار دیا جائے یا ملتوی سمجھا جائے۔ مبارک چوتھا لڑکا اپنی جگہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی مخفی پیشگوئی اور انجام آتھم والی واضح پیشگوئی کے ماتحت چوتھا و تین کو چار کرنے والا ہے اور محمود اپنی جگہ فروری ۱۸۸۶ء اور سبز اشتہار کے مطابق چوتھا اور تین کو چار کرنے والا اور مصلح موعود قرار دیا گیا ہے۔ پس ان پیشگوئیوں سے ثابت ہے کہ کم از کم دو چوتھے اور تین کو چار کرنے والے ان میں مذکور ہیں۔ نہ کہ صرف اکیلا مبارک چوتھا لڑکا کہ یہ سمجھ لیا جاوے کہ اسی کو مصلح موعود قرار دیا گیا تھا۔

گوشوارہ بیعت بذریعہ مبلّغین

نظارت ہذا کے ماتحت جو مبلغین اس وقت بھارت کے مختلف مقامات پر تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے ذریعہ مئی تا اگست ۱۹۵۸ء یعنی گذشتہ چار ماہ کے عرصہ میں جو نئی بیعتیں ہوئی ہیں۔ ان کا گوشوارہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوگا کہ دو درجن مبلغین میں سے صرف گیارہ مبلغین کے ذریعہ بیعتیں ہوئی ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مبلغین نے کوئی کام نہیں کیا۔ کام تو انہوں نے ضرور کیا ہے لیکن ان کی فصل ابھی اُگی نہیں اور اپنے وقت پر اُگے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی کھیتی کی دیکھ بھال پوری کوشش کے ساتھ کرتے رہیں اور اپنے کام کو پہلے سے زیادہ تیز کر دیں اور کوشش کریں کہ آئندہ ہر بار میں جو رپورٹ شائع ہو اس میں ان سب کے نام بھی موجود ہوں۔

اس کے ساتھ ہی صدر صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے فرائض کو پہچانیں تبلیغ صرف مبلغین کا ہی فرض نہیں بلکہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے۔ اور آپ دونوں عہدیداروں پر تو دوہرا فرض عائد ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ خود تبلیغ کریں اور دوسرے یہ کہ اپنی جماعت کے تمام دوستوں سے ایک پروگرام کے ماتحت تبلیغ کروائیں۔

جن مبلغین کے ذریعہ بیعتیں ہوئی ہیں۔ اور جن کے نام گوشوارے میں درج ہیں اللہ تعالےٰ انہیں بہترین اجر دے اور آئندہ بھی ان کی کوششوں کو کامیاب فرمائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی میں ان سے یہ بھی کہوں گا کہ بے شک ان کے نام اس گوشوارے میں درج ہیں۔ لیکن یہ رفتار بیعت ایسی نہیں کہ وہ اس پر خوش اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ ابھی سامنے تو ہزاروں میل لمبا میدان ہے جس میں سے انہوں نے صرف ایک فٹ فاصلہ طے کیا ہے۔ پس ابھی فخر کی کوئی بات نہیں۔ آپ اپنی رفتار کو تیز کریں۔ منزل لمبی ہے۔ اور فخر کا مقام تو اس وقت آئے گا۔ جب آپ کے ذریعہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ نظر آئے گا۔

دعا ہے کہ اللہ آپ سب کو صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق بخشے۔ اور آپ کی مساعی میں برکت دے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نمبر شمار	نام مبلغ	تعداد آمدہ بیعت
۱	مولوی احمد رشید صاحب کرناٹک	۱
۲	" عبدالرحمٰن صاحب فانی مبلغ بھدرپور	۱۵
۳	" محمد محسن خان صاحب مبلغ کیرنگ	۳
۴	" شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ علاقہ یادگیر	۲۳
۵	" محمد ابو الوفا صاحب مبلغ کالیکٹ	۳
۶	" حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سرینگر	۱۰
۷	" شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس	۵
۸	" سید محمد عصام الدین صاحب مبلغ رانچی	۱
۹	" فضل عمر صاحب کشتی مبلغ کوٹپلہ	۱
۱۰	" بشیر احمد صاحب مبلغ کلکتہ	۲
۱۱	" سراج الحق صاحب شوگہ دہلی	۱

دعوتِ ولیمہ

مورخہ ۲۴ اگست کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مکرم مولوی عبدالواحد صاحب درویش کا نکاح محترمہ فاطمہ صاحبہ بنت محی الدین کٹی صاحب مرحوم آف مالابار بعوض تین سو روپیہ مہر پڑھا۔ ۲۷ اگست کو شادی کی تقریب عمل میں آئی۔

۳۱ اگست کو مکرم مولوی صاحب موصوف نے دعوت ولیمہ دی جس میں بعض درویشان کرام کو مدعو کیا۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بننے کیلئے دعا فرمائیں۔

(محمد شفیع عابد قادیان)

ـــــ بقیہ صفحہ نمبر (۶) ـــــ

یہودی جہاں بھی رہیں ان پہ ذلت کی مار پڑ گئی ہے۔ مگر یہ کہ وہ خدا یا انسان کی "امان" میں آجائیں۔

کشمیری یا افغانی یہودی اس پیشگوئی کی پہلی شق تو یوں پوری ہوگئی کہ کشمیری اور افغانی جو یہودی ہیں آج کشمیر و افغانستان کے مالک ہیں۔ ان میں افغانستان تو ایسا ہے کہ صرف اپنے ملک کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ ماضی قریب میں دنیا کے بہت بڑے خطہ پر حکمرانی کر چکا ہے اور پیشگوئی کی دوسری شق فلسطین کی "مملکت اسرائیل" کے قیام سے پوری ہوگئی۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ یہودیوں کی وہ شاخ جو کشمیر و افغانستان سے باہر رہی ہمیشہ حوادثِ زمانہ کا شکار ہوتی رہی۔ مسلمانوں کے عہدِ حکومت میں بھی یہ پہلے "مدینہ" سے اور پھر "جزیرۂ عرب" سے نکالے گئے۔ یہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پھیلے۔ اور ہر جگہ علوم و فنون کی نمایاں خدمات انجام دیں۔ مگر کسی ملک نے ان کو قومی مولد و مسکن کے طور پر قبول نہیں کیا۔ رہے ہر جگہ اجنبی اور پردیسی بن کر۔ اور یہ یقیناً یہودیوں کے ماتھے پہ ذلت و خواری کا بڑا ابھارا ٹیکہ تھا۔ یہ ٹیکہ بیسویں صدی میں روس، برطانیہ اور امریکہ نے مل جل کر دھویا۔

ہم ہرگز کسی کے نقصان و بربادی کے خواہاں نہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ جو جہاں ہیں وہ وفادار شہری اور "طالبگارِ حق" بن کر رہیں۔ مگر بائیبل اور قرآن نے آج سے ہزاروں سال پیشتر جو "سُرخ جھنڈا" دکھایا ہے اسے دیکھ کر اپنے کاروان شوق کو ضرور ہشیار رہنے کی دعوت دیتے ہیں۔

~~~~~~~~

جو بات کہ تعلق رہا اک آپ نے دنیوی دھندوں میں خاطر خواہ دلچسپی کبھی نہیں لی

(۴)

مہاتما بدھ اور مسیح موعود علیہ السلام میں ایک مشابہت یہ بھی ہے کہ جس طرح بدھؑ کی شادی چھوٹی عمر میں ہی کی گئی تھی اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی لیکن اسکے باوجود ہونے والی بیوی بچوں اور حکومت سے ایسی بے تعلقی اختیار کی کہ ان کو بالکل ہی ترک کر دیا اور پھر یہ بن کر سکے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے الدین نے بھی آپ کی جو شادی کی۔ اس سے اولاد ہوئی پھر آپؑ نے اپنی توجہ خدمتِ دین اور محبت خدا و رسول کی طرف ایسی مبذول کر دی کہ بیوی بچوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک لمبے عرصہ تک مجردانہ زندگی بسر کی۔ پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حکم سے دوسری شادی کی۔ جس سے موعود اولاد پیدا ہوئی۔ (باقی)

حضرت مسیح موعودؑ اور مہاتما گوتم بدھ میں مشابہت

از مکرم محمد کریم الدین صاحب حیدر آبادی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

حیاتِ انسانی روحانیت اور جسمانیت دو چیزوں سے مرکب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جسمانیت عارضی اور فانی شئے ہے اور باوجود اس کے حادث اور فانی ہونے کے اللہ تعالیٰ نے انواع و اقسام کے اسباب اس کے قیام کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ جن کی کنہ تک انسان نہیں پہنچ سکتا۔ برخلاف جسم کے روح ایک ابدی اور غیر فانی شئے ہے۔ اور یہ بات بعید از قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ نے روح کی پرورش کے اسباب جن کا حصول اس دنیا میں نقطۂ مرکزی ہے بہم نہ پہنچائے۔ اسی اصل کے تحت خدا تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء، رشیوں، منیوں اور اوتاروں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور اپنی رحمت سے کسی کو محروم نہ رکھا۔

اس بات کو اپنا عقیدہ بنا لینا کہ نبی یا رشی صرف ہماری قوم میں آتا یا صرف ہمارا ہی ایک نبی ہے تنگ ظرفی، تنگدلی اور کوتاہ نظری ہے کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ نے سب کے لئے مادی اسباب بہم پہنچا کر اپنے عالمگیر خدا ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح اس نے تمام اقوام اور ممالک میں نبیوں کو مبعوث کر کے اپنے یکطرفہ ہونے کی تردید کی ہے اور جتلا دیا ہے کہ میرا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ تاکسی قوم یا ملک کو شکوہ و شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ یہی وہ زرین اصول ہے جس کو اسلام اور قرآن مجید نے پیش کیا کہ "وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ" کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے شمع ہدایت لے کر مبعوث ہوتے رہتے ہیں۔

اگرچہ تمام مسلمان ہی اجمالاً اس قرآنی اصول کے تحت تمام رسولوں کو مانتے ہیں۔ مگر تفصیلات پر غور و تدبر کرنے کے نتیجہ میں وہ صرف انہی انبیاء کو سچا قرار دیتے تھے۔ جن کا قرآن مجید میں ذکر تھا اور باقی کا وہ انکار کرتے تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی یہ عظیم الشان اور ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں جملہ بانیان و پیشوایانِ مذاہب کو سچا ثابت کر کے ان کی عزت و احترام کو صحیح رنگ میں قائم کیا۔ پھر اس اصول کو آپ نے صرف فلسفہ کی حد تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ عملاً آپ نے نام لے کر اعلان کیا کہ ہم تمام نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ اور ان کی بھی اسی طرح عزت و تکریم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے مذہب کے بزرگوں کی۔ اور اس طرح بین الاقوامی اتحاد کی ایک زبردست بنیاد ڈالی۔ اور امن عامہ کے اس بیش بہا زریں اصول کی طرف دنیا کو مدعو کیا۔

اسی اصل کے تحت جہاں ہم دیگر مذہبی پیشواؤں کو سچا تسلیم کرتے ہیں وہاں حضرت گوتم بدھؑ کو بھی صادق اور برحق مانتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے وقت میں خدائی منشاء کے مطابق اپنی قوم کی اصلاح کی۔

مذاہبِ عالم کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر مذہب نے اپنے اپنے رنگ میں آخری زمانہ میں ایک مصلح کی بعثت کی خوشخبری دی ہے جو آکر ان کے مذہب کی گرتی ہوئی حالت کو سنبھالے گا۔ اور قوم کا عروج اور اس کی ترقی اسی مصلح کی ذات سے وابستہ ہوگی۔ اور بعض مذاہب نے اس کی بہت سی علامات بھی بیان کی ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ دعوےٰ ہے کہ وہ موعود مصلح جس کی آمد کا انتظار ہر مذہب و ہر قوم کو تھا۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے گذشتہ سارے نبیوں کا بروز اور مثیل بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ کو ایک نہایت لطیف الہام بھی ہوا تھا کہ:-

جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ (تذکرہ ص۷۹ پانچواں ایڈیشن ص۱۸۱)

یعنی ہمارا یہ مرسل تمام گذشتہ نبیوں کے لباس میں اور ان کی صفات سے متصف ہو کر آیا ہے۔

اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"آخری زمانہ میں خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت پسندی کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے تشبیہہ دی ...... گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے"

(نزول المسیح ص۴)

پس اس دعوے کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں دیگر انبیاء کے مثیل ہیں وہاں حضرت بدھؑ کے بھی ہیں۔ یوں تو عموماً ہر نبی کو دوسرے نبی سے کچھ نہ کچھ مشابہت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بعض انبیاء کو خاص پہلوؤں سے ایک دوسرے سے مماثلت ہوتی ہے اسی طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو مہاتما بدھؑ سے قریبی اور خصوصی مشابہت حاصل ہے۔ نمونۃً چند خصوصیات پیش خدمت ہے:-

(۱)

حضرت گوتم بدھ کی جنم بھومی بھارت ورش ہے۔ آپ نے اپنی ساری عمر بھارت میں ہی اپنی تبلیغ پھیلانے اور ہندوستانی مخلوق میں گزار دی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش بھی ہندوستان میں ہی ہوئی۔ اور آپؑ کی بھی ساری عمر تبلیغی جد و جہد، ہمدردیٔ مخلوق اور خدمتِ دین میں گذری۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مہاتما بدھ کا دائرۂ تبلیغ صرف ہندوستان تک ہی محدود رہا۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک عالمگیر مذہب کے پیرو تھے۔ اور آپ کا مشن عالمگیر تھا۔ اسلئے آپؑ کی تبلیغ صرف ہندوستان تک محدود نہ رہی بلکہ غیر ممالک میں بھی پھیلی۔

(۲)

مہاتما گوتم بدھؑ شاہی خاندان سے تھے اور شاہی خاندان میں ہی آپ نے پرورش پائی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شاہی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جن کا شجرۂ نسب شاہانِ فارس سے ملتا ہے۔ اور آپؑ کے آباؤ اجداد قادیان اور اردگرد کے بہت سے علاقوں کے مالک و حاکم تھے۔ شاہانِ مغلیہ سے ان کے بہت خوشگوار تعلقات تھے۔ اور وقتاً فوقتاً دہلی کے بادشاہوں کی اپنے شہسواروں کے ذریعہ مدد کرتے رہتے تھے۔

(۳)

حضرت بدھؑ کے والد بزرگوار راجہ شدھودھن ہمیشہ اپنے لختِ جگر کو سیاسی کاموں اور نظامِ حکومت سنبھالنے میں دلچسپی لینے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت بدھؑ نے کبھی دنیا کے دھندوں اور اس کی دلفریبیوں سے واسطہ نہ رکھا۔ بلکہ ہر وقت گیان دھیان میں لگے رہتے۔ اور ہمیشہ اس بات کیلئے کوشاں رہتے کہ کسی طرح اپنے معبودِ حقیقی تک پہنچنے کا راستہ معلوم ہو جائے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے آپؑ کو دنیوی امور میں لگانا چاہا۔ وہ اکثر آپ کو سیاسی حکمرانوں اور بڑے دنیوی لیڈروں سے تعلقات بڑھانے اور دنیوی جاہ و حشمت حاصل کرنے کی تلقین کرتے۔ اکثر آپ کو اپنے مقدمات کی پیروی کے لئے بھیجتے تھے۔ اسی طرح آپ کو سیالکوٹ میں سرکاری ملازم بھی رکھا تاکہ آپ کسی طرح اس دنیا کے دھندوں میں پھنس جائیں۔ لیکن آپ کی طبیعت میں بچپن سے ہی عشقِ الٰہی کی تڑپ پائی جاتی تھی۔ بھلا آپ اس مادیت کی طرف کیونکر راغب ہو سکتے تھے۔ آپ ان باتوں کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے ہمیشہ اپنا اکثر وقت یا تو ذکر الٰہی میں صرف کرتے یا پھر کتب اسلام وغیرہ کے مطالعہ میں۔ آپ کے والد صاحب کو آخری دم تک اسی غم
~~~~~~~~

چندہ جلسہ سالانہ

احباب جماعت اور عہدیداران کی فوری توجہ کیلئے

جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد میں ڈیڑھ ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شمع احمدیت کے پروانے کثیر تعداد میں اپنے مقدس مرکز قادیان میں جمع ہوکر اپنے اندر زندگی کی نئی روح محسوس کرتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام و نیک نفس کے لئے ان میں از سر نو بیداری پیدا ہوجاتی ہے۔

اس مقدس تقریب یعنے جلسہ سالانہ کے اخراجات پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے ایک خاص چندہ جاری ہے۔ جس کا نام چندہ جلسہ سالانہ ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخیں قریب آتی جارہی ہیں۔ اور اب صرف ڈیڑھ ماہ کا قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ اس وقت تک چندہ بہت کم وصول ہوا ہے۔ اسلئے تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ اب چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف پوری توجہ دیں۔ اور جو احباب اس چندہ کی یکمشت ادائیگی کی توفیق رکھتے ہوں ان سے فوری طور پر یکمشت وصولی کی جائے اور جو بالاقساط ادا کر سکتے ہوں ان سے بڑی اقساط میں جلسہ سالانہ سے قبل وصولی کی جائے۔ جو دوست اس چندہ کی ادائیگی میں جلدی کریں گے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ ثواب کے مستحق ہیں۔ جماعتوں کے عہدیداروں سے وصولی کے لئے خاص کوشش کرنے کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

امتحان مولوی فاضل میں کامیابی

قادیان ۹ ستمبر۔ مکرمی مولوی محمد علوی صاحب مالاباری امسال پنجاب یونیورسٹی سے ۳۰۲ نمبر حاصل کرکے امتحان مولوی فاضل میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے مزید ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے

عبدالسلام مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

رپورٹ کارگذاری

دفتر زیارت مقامات مقدسہ قادیان

(بابت ماہ اگست ۱۹۵۸ء)

عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۰۲۳ زائرین دفتر میں تشریف لائے جنکو قادیان اور سلسلہ احمدیہ کے مخصوص حالات وتعلیمات سے آگاہ کیا گیا اور بعد ازاں انہیں مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی گئی۔ ان زائرین میں سے اکثر تعلیمیافتہ دوستوں کو سلسلہ کا لٹریچر اردو۔ ہندی۔ گورمکھی اور انگریزی میں مفت پیش کیا جاتا رہا جس کو انہوں نے بڑی خوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کرکے پڑھنے کا وعدہ کیا۔

تقسیم ملک کے بعد اب تک اس دفتر میں کل آنے والے زائرین کی مجموعی تعداد ۱۲۲۹۹۹ ہے۔ اور تقسیم کردہ لٹریچر کی تعداد ۲۳۲۲۴ پمفلٹ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس ادارہ کو بہتوں کی روحانی بصیرت اور ہدایت کا موجب بنائے۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

درخواست دعا۔ محمد صدیق صاحب ثانی ناظر ڈی سی آفس پونچھ مالی مشکلات میں مبتلا ہیں انکے ازالہ کے لئے احباب دعا کی درخواست کرتے ہیں

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے

سوال ۔ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے؟

جواب ۔ از حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ السلام ۔ سب زبانیں خدا تعالےٰ نے بنائی ہیں۔ چاہیئے کہ انسان اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر دعا مانگے۔ کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے تا عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ نماز کو عربی میں پڑھو اور اس کے معنے یاد رکھو۔ اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔

سوال ۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور! امام اگر اپنی زبان میں مثلاً اردو میں بآواز بلند دعا مانگتا جاوے اور پیچھے آمین کہتے جاویں۔ تو کیا یہ جائز ہے جبکہ حضور کی تعلیم ہے کہ اپنی زبان میں دعائیں کرلیا کرو۔

جواب ۔ دعا کو بآواز بلند پڑھنے کی ضرورت کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔

عرض کیا ۔ قنوت تو پڑھتے ہیں۔ ادعیہ ماثورہ جو قرآن وحدیث میں آچکی ہیں وہ بے شک پڑھ لی جائیں۔ باقی دعائیں جو اپنے ذوق وحال کے مطابق ہیں وہ دل میں پڑھنی چاہئیں (بدر ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

نماز کے اندر مقامات دعا اور ہر زبان میں دعا (از حضرت مسیح الموعود علیہ السلام)

نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرو۔ سجدہ میں بیٹھ کر، رکوع میں کھڑے ہوکر ہر مقام پر اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ سے دعا کرو۔ کہ ہم تمہارے گنہگار بندے ہیں۔ اور نفس غالب ہے تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء)

(مرسلہ دفتر نظارت تعلیم وتربیت قادیان)

فہرست وصولی درویش فنڈ واعلان دعا

جن احباب کی طرف سے ماہ جون تا اگست ۱۹۵۸ء میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں موصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جارہی ہے احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے اور مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان احباب کو ان نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے جو تا حال کسی مجبوری کے باعث ان تحریکوں میں شامل نہ ہوسکے ہوں

ناظر بیت المال قادیان

نام	مقام	رقم
مکرم شیخ ہاشمی صاحب	کڈاپلی	۲—۰۰
” عبدالجلیل صاحب	شموگہ	۵—۰۰
جماعت احمدیہ	”	۱۱—۰۰
مکرمہ سیدہ ہاجرہ بی صاحبہ	”	۵—۰۰
مکرم سید داؤد احمد صاحب	مظفرپور	۶—۰۰
” سید شہاب احمد صاحب	آرہ	۸—۰۰
” ماسٹر غلام احمد صاحب	دنگام	۵—۰۰
” شمس الدین صاحب	کلکتہ	۳۰—۰۰
” محمد صدیق صاحب بانی	کلکتہ	۱۲۰—۰۰
مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ	”	۳۰—۰۰
” زکیہ بی صاحبہ	”	۳—۲۵
جماعت احمدیہ	آسنور	۱—۸۱
” مظہر احمد صاحب	پال رانچی	۵—۰۰
” محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی	حیدرآباد	۲—۰۰
” فیض احمد صاحب	”	۱—۰۰
” احمد اللہ بیگ صاحب	”	۱—۰۰
” شیخ غلام محمود صاحب	”	۵—۰۰
مکرم حکیم محمد دین صاحب	حیدرآباد	۱ـ—۰۰
مکرمہ امۃ الرشید داؤد صاحبہ	”	۱—۰۰
لجنہ اماء اللہ	”	۱۴—۰۰
مکرم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	سکندرآباد	۲—۰۰
” یوسف احمد الہ دین صاحب	”	۲—۰۰
” سیٹھ نافع اللہ دین صاحب	”	۲—۰۰
” ” علی محمد الہ دین صاحب ایم۔ اے	”	۲—۰۰
” حافظ صالح محمد الہ دین صاحب	”	۲—۰۰
” سید حسن صاحب	کاچی گوڑہ	۲—۰۰
” حسن محمد صاحب	بتہ پورہ	۱—۰۰
جماعت احمدیہ	پینگاڈی	۴—۰۰
” بی۔ ایس محمود احمد صاحب	”	۱۰—۰۰
” بی احمد صاحب	”	۲—۰۰
” محمد اسمٰعیل صاحب وکیل	یادگیر	۵—۰۰
” غلام محمد خان صاحب	شوپیان	۲—۰۰
” عبداللہ خان صاحب	موسی بنی	۳—۰۰
” عبدالحلیم صاحب	دیوُدرگ	۰—۳۸
” خلیل الدین احمد خان صاحب	سری	۲—۰۰
جماعت احمدیہ	بمبئی	۳—۰۰
مکرم محمد اسمٰعیل صاحب اکبرپوری	کانپور	۸—۰۰
” محمد شفیع صاحب	”	۱۲—۰۰
” حبیب اللہ خان صاحب	”	۴—۰۰
جماعت احمدیہ	منارگھاٹ	۰—۲۵
”	مونگھیر	۱—۰۰
”	کویت	۹—۸۰
” سید اختر احمد صاحب	پٹنہ	۲—۴۴
” صادق علی خان صاحب	کیرنگ	۵—۰۰
مکرمہ والدہ صاحبہ محمود غوری صاحب جرنیل ترڈیم		۵—۰۰
جماعت احمدیہ	جموں	۶—۷۵

وقفِ جدید کی سکیم

اور

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کے منشار کے مطابق جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر وقفِ جدید کا تفصیلی اعلان فرمایا تھا۔ جس پر اس وقت تک ۸ ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں اس سکیم پر ابھی تک پورے طور پر عمل نہیں ہو سکا اور صرف ۷۰۰ کے قریب افراد نے اس میں چندہ ادا کرنے کے وعدہ جات کئے ہیں۔ اور کل -/۴۷۸۶ روپیہ کے وعدہ جات موصول ہوئے اور وصولی صرف -/۱۹۱۹ روپیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں ابھی صرف دو واقفِ زندگی معلم وقفِ جدید کے ماتحت رکھ کر کام کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک میں صرف دو معلم صرف دو ہی جماعتوں میں کام کر سکیں گے۔ باقی سارا ہندوستان اس سے محروم رہے گا جس کو کوئی احمدی بھی برداشت نہیں کر سکتا

اسلئے

۱۔ کیا آپ نے اس سکیم کے ماتحت حصہ لے کر اپنے وعدہ کی رقم ادا کر دی ہے؟
۲۔ کیا آپ نے اپنی زمین کا ایک حصہ اس دینی غرض کے لئے وقف کر دیا ہے؟
۳۔ کیا آپ نے اس سکیم کے ماتحت اپنی زندگی وقف کر دی ہے؟

اگر ایسا نہیں تو

اس موقعہ سے جلدی سے جلدی فائدہ اٹھائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے خدمتِ دین لینے کا ایک اور موقعہ پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جملہ امراء و صدر صاحبان توجہ کریں!

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب کی اس مالی سال ۵۹-۱۹۵۸ء کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔ ہندوستان میں قریباً ۱۲۵ جماعتیں قائم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۰۲ جماعتوں کی طرف سے ابھی تک انتخاب موصول نہیں ہوا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد قائد کا انتخاب کر کے دفتر ہذا سے منظوری حاصل کریں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نمبر	جماعت	نام	نمبر	جماعت	نام
۱	قادیان	مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف	۱۳	کوٹھیلہ	مکرم شیخ عبد الستار صاحب
۲	سکندر آباد	مکرم بشیر الدین صاحب	۱۴	کرڈاپلی	" مولوی محمد صدیق صاحب
۳	کیرنگ	" انیس الرحمٰن صاحب	۱۵	ہنکل	" جمعہ خاں صاحب
۴	اد۔ ایم۔ پی کلکتہ	" عبد الصمد خاں صاحب	۱۶	مسکرا	" حبیب الرحمٰن صاحب
۵	پینگاڈی	" سی کنجی عبد اللہ صاحب	۱۷	بھدرواہ	" منشی عبد الرحمٰن صاحب
۶	کینانور	" این ابراہیم صاحب	۱۸	کرونگاپلی	" علی یار کنجو صاحب
۷	چنتہ کنٹہ	" سراج احمد صاحب	۱۹	موسیٰ بنی مائنز	" شیخ مبارک احمد صاحب
۸	مدراس	" پی محمد صاحب مالاباری	۲۰	بھرت پور	" عبد الستار صاحب
۹	بنگلور	" جی ایم عنایت اللہ صاحب نسیم	۲۱	شموگہ	" ابوبکر صاحب
۱۰	کلکتہ	" محمود احمد صاحب سلیم	۲۲	حیدرآباد	" مرزا احمد اللہ بیگ صاحب
۱۱	یودہار	" لطف الرحمٰن صاحب			
۱۲	کالیکٹ	ایم کے حسن کویا	۲۳	سانڈھن	چوہدری برکت اللہ صاحب

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۹ کے کالم ۳ نمبر ۴ پر چندہ وقفِ جدید بجائے سید حسین صاحب کاچی گوڑہ ۶۰۰ کے احمد حسین صاحب کاچی گوڑہ اور فاطمہ بیگم فاضل الدین ۶۰۰ کی بجائے فاطمہ بیگم فاضل شائع ہو گیا ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔

(انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

زکوٰۃ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"کوئی چاندی اور سونے کا ایسا مالک نہیں۔ جو اس سے زکوٰۃ نہیں دیتا مگر قیامت کے دن آگ سے پگھلا کر چاندی سونے کے پتر بنائے جائیں گے پھر دوزخ کی آگ میں وہ پتر دہکائے جائیں گے۔ اور ان سے مالک کا پہلو۔ ماتھا۔ پیٹھ داغے جائیں گے۔ جب یہ پتر ذرا سرد پڑ جائیں گے تو پھر دہکائے جائیں گے۔ یہ عذاب اتنے بڑے دن میں ہوگا جس کی لمبائی پچاس ہزار برس ہوگی" (بخاری و مسلم)

پس ہمارے دوست اور ہماری بہنیں زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت کا پورا احساس کر کے اپنے مالوں کا جائزہ لیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ زکوٰۃ کے نصاب کی حد حسب ذیل ہے اور شرح چالیسواں حصہ ہے۔

سونے کا نصاب	=	چاندی کا نصاب
۷ تولہ ۶ ماشہ		۵۲ تولہ ۶ ماشہ

ناظر بیت المال قادیان

چندہ نشر و اشاعت کی ترسیل کے ساتھ اس کی تفصیل بھی بھیجئے

احباب جماعت کی خدمت میں مکرر عرض ہے کہ وہ چندہ نشر و اشاعت بھجواتے وقت ساتھ ہی اس کی تفصیل بھی لکھا کریں تا بعد میں خط و کتابت پر مزید اخراجات نہ کرنے پڑیں یا احباب میں اس کی غلط اشاعت احباب کے شکوہ کا موجب نہ ہو۔ نیز حسب ذیل غلطی کی بھی تصحیح فرمائیں جو اسماء کو تعین نہ کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی:۔

اخبار بدر ۲۱ اگست صفحہ ۱۰ کالم ۳ کے آخر پر سید صمصام الدین صاحب رانچی چندہ -/۶ روپیہ کی بجائے مکرم ماسٹر مظہر احمد صاحب پالی رانچی -/۵ اور ماسٹر نظام الدین صاحب رانچی -/۱ چاہیے۔

پس احباب جماعت چندہ کے ساتھ تفصیل بھیجنے کا ضرور خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ ستمبر ۵۸ء میں ختم ہے

- ۱۲۶۶ مکرمی عبد الستار شاہ صاحب شاہ آباد دیوبی ۲۸ ستمبر ۵۸ء
- ۱۱۲۲ " الٰہی بخش صاحب احمدی نیاگڑھ۔ اڑیسہ "
- ۱۱۹۳ " پی احمد علی صاحب مرکرہ کورگ۔ "
- ۱۲۹۳ " شیخ فیروز الدین صاحب جمعدار جموں کشمیر۔ "
- ۱۴۵۳ " ایم کریم خاں صاحب شموگہ میسور۔ "
- ۱۳۸۵ " سید عبد الرزاق صاحب منگلور بمبئی۔ "
- ۱۴۲۰ " خواجہ حبیب اللہ صاحب کرن نگر سرینگر کشمیر "
- ۱۵۸۴ " ارشد علی خاں صاحب احمد آباد نٹ بمبئی "
- ۱۵۸۷ " ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور راجستھان۔ "
- ۱۵۸۸ " سید بیدار صاحب شموگہ میسور۔ "
- ۱۵۹۰ مکرمہ مسز محمد صاحب کرنول آندھرا۔ "
- ۱۵۹۱ مکرمی داؤد احمد صاحب عرفانی وارنگل دکن "
- ۱۵۹۴ " ایس ایم احمد صاحب ایڈووکیٹ آشیانہ رانچی "
- ۱۱۵۴ " محمد رفیق صاحب حسین پور۔ یوپی "
- ۱۷۰۳ مکرمہ بیگم ایم۔ آئی ملک صاحب گوہاٹی آسام۔ "
- ۱۵۸۵ مکرمی ایس اے رحمٰن صاحب۔ دہلی (دہلی) "
- ۱۷۰۴ " حکیم محمد رمضان صاحب نلا کوریجی ب۔ "
- ۱۷۰۵ " محمد شمس الدین صاحب کلکتہ ۱۲ کلکتہ "
- ۱۷۰۶ " محمد ابراہیم صاحب سلواہ کشمیر۔ "
- ۱۷۰۷ آٹو ٹریڈرز کلکتہ ۱ کلکتہ "
- ۱۷۱۰ مکرمی منشی محمد قدرت اللہ صاحب چنداپور دکن "
- ۱۷۱۲ " عطاء الرحمٰن صاحب موسیٰ بنی مائنز بہار "
- ۱۷۱۳ مکرمی محمد احمد صاحب کانپور۔ یوپی ۸ ۲ ستمبر ۵۸ء
- ۱۳۸۵ " عبد الرزاق صاحب بمبئی۔ بمبئی " "
- ۱۴۳۶ " شریف احمد صاحب آرہ۔ بہار " "
- ۱۰۶۲ " منشی عبد الحفیظ صاحب کہل یوپی " "
- ۱۴۱۶ " ایم۔ عبیدہ اللہ صاحب مجیش دارم ایس۔ انڈیا " "
- ۱۵۱۴ " غلام مصطفیٰ صاحب کنواپالی اڑیسہ " "
- ۱۷۰۲ " پی محمد صاحب مدراس ۱ مدراس " "
- ۱۷۳۶ " قاضی سید حسین صاحب کلاری دکن " "
- ۱۷۳۷ " سید کمال الدین صاحب نسبتہ ایم۔ پی۔ " "
- ۱۵۳۹ " سید منظور احمد صاحب بھونیشور اڑیسہ " "
- " چوہدری بشیر احمد صاحب چک ۱۲۷ R.B لائلپور پاکستان "
- " ملک رشید الدین صاحب انور بیاز نمبر ۱۱۹ ..." "
- " امیر صاحب جماعت احمدیہ پشاور "

ریلوے کے رعایتی ٹکٹ

دسہرہ کے موقعہ پر ۹ سے ۲۲ اکتوبر تک ریلوے کے رعایتی ٹکٹ ہے کرایہ سے جاری ہونگے۔ یہ ٹکٹ صرف ایسے ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان جاری ہو سکیں گے جن کا درمیانی فاصلہ کم از کم ڈیڑھ سو میل ہوگا۔ اسلئے جلسہ کا قادیان میں آنے والے احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاتیک من کل فج عمیق

یاتون من کل فج عمیق

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

جلسہ ستاسٹھواں سالانہ

منعقدہ مورخہ ۱۷-۱۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء

بروز جمعہ سنیچر اتوار

تحقیق حق و صداقت احمدیت معلوم کرنے کا بہترین و نادر موقعہ!

خود تشریف لاکر فائدہ اٹھائیں

پیشوایان مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر سنیں

پہلا دن ۱۷ اخاء ۱۳۳۴ ہش مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز جمعہ

پہلا اجلاس

زیر صدارت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندرآباد۔ دکن

۹-۴۵ تا ۱۰-۰۰ تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۲۰ دعا و افتتاح جلسہ

۱۰-۲۰ تا ۱۰-۴۰ پیغام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۱۰-۴۰ تا ۱۰-۴۵ نظم

۱۰-۴۵ تا ۱۱-۴۵ اسلام کی مخصوص تعلیم ہندوستان کے فائدہ کیلئے طلاق۔ ورثہ۔ مساوات۔ تعدد ازدواج۔ سود۔ زکوٰۃ۔ نکاح بیوگان۔ چھوت چھات وغیرہ۔ — مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ جماعت احمدیہ مدراس

۱۱-۴۵ تا ۱۱-۵۰ نظم

۱۱-۵۰ تا ۱۲-۴۵ احمدیت کی خصوصیات۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ جماعت احمدیہ

وقفہ برائے نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت مکرم سید وزارت حسین صاحب سابق پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ بہار

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۲۵ اسلام اور امن عالم۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر

۳-۲۵ تا ۳-۵۵ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے — مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ بنگلور

۳-۵۵ تا ۴-۰۰ نظم

۴-۰۰ تا ۴-۵۰ اسلام اور اہل اسلام کے متعلق ہندوستانیوں کی آراء — مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی

دوسرا دن ۱۸ اخاء ۱۳۳۴ ہش (پروگرام جلسہ سالانہ) مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز سنیچر

پہلا اجلاس

زیر صدارت مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ قادیان

۹-۴۵ تا ۱۰-۰۰ تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۴۵ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں — مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ایڈیٹر بدر قادیان

۱۰-۴۵ تا ۱۱-۲۵ پیشوایان مذاہب کے متعلق اسلام کی تعلیم — مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب مالاباری فاضل مبلغ کیرالہ

۱۱-۲۵ تا ۱۱-۳۰ نظم

۱۱-۳۰ تا ۱۲-۱۵ اسلام اور کمیونزم — مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی

۱۲-۱۵ تا ۱-۰۰ اسلام کی صداقت کے دلائل — مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس

وقفہ برائے نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۴۵ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کے دلائل — مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ جماعت احمدیہ

۳-۴۵ تا ۳-۵۰ نظم

۳-۵۰ تا ۴-۵۰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ آپ کے اپنے الفاظ میں — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تیسرا دن ۱۹ اخاء ۱۳۳۴ ہش مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز اتوار

پہلا اجلاس

زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ

۹-۴۵ تا ۱۰-۰۰ تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۵۰ جماعت احمدیہ کی وسعت اور تبلیغی جدوجہد — مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ جماعت احمدیہ

۱۰-۵۰ تا ۱۰-۵۵ نظم

۱۰-۵۵ تا ۱۱-۵۵ ضرورت مذہب — مکرم پروفیسر سید اختر احمد صاحب اورینوی ڈی لٹ۔ پٹنہ کالج پٹنہ

۱۱-۵۵ تا ۱۲-۰۰ نظم

۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ — مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ سابق مبلغ بلاد عربیہ

وقفہ برائے نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۴۰ جماعت اسلامی کا صحیح تصور۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی

۳-۴۰ تا ۳-۴۵ نظم

۳-۴۵ تا ۴-۳۰ اسلام کا ہندوستان کی تہذیب پر اثر — مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ قادیان

۴-۳۰ تا آخر الوداعی خطاب و دعاء — مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پروگرام جلسہ مستورات مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس

۹-۴۵ تا ۱۰-۰۰ تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۲۵ مسلم خواتین کے کارنامے۔ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ

۱۰-۲۵ تا ۱۰-۵۰ ہمارا مذہب یعنی حقیقی اسلام۔ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ

۱۰-۵۰ تا ۱۰-۵۵ نظم

۱۰-۵۵ تا ۱۱-۳۰ دیگر مذاہب عالم میں اسلام کا مقام۔ محترمہ عظمت بیگم صاحبہ ایم اے سکندرآباد۔

۱۱-۳۰ تا ۱۲-۰۰ تفسیر

۱۲-۰۰ تا ۱۲-۰۵ نظم

۱۲-۰۵ تا ۱۲-۴۵ تقریر۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ جماعت احمدیہ

دوسرا اجلاس

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۰۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر الٰہی۔ محترمہ عابدہ خاتون صاحبہ

۳-۰۰ تا ۳-۲۰ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ حکیم خلیل احمد صاحب

۳-۲۰ تا ۳-۲۵ نظم

۳-۲۵ تا ۳-۵۰ احمدی خواتین کی ذمہ داریاں۔ محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۳-۵۰ تا ۴-۳۵ سادگی کے بارے میں اسلامی تعلیم۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ۔ مدراس۔

نوٹ: (۱) مردانہ جلسہ کا پروگرام بذریعہ لاؤڈسپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں سنا جاسکیگا البتہ ۱۸ اکتوبر کو مستورات کا علیحدہ پروگرام ہوگا۔

(۲) دوران جلسہ میں کسی کو سوال کرنے اجازت نہ ہوگی۔

(۳) ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی اجازت سے پروگرام میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔

(۴) مہمانوں کے طعام و قیام کا انتظام بذمہ صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

الداعی: خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان